41

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

15 تا 21 نومبر 2007ء/4 تا 10 ذوالقعدہ 1428ھ

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

تازہ خبر

کیا ہماری قومی سالمیت محفوظ ہے؟

تنظیم اسلامی کے
ملتزم رفقاء کے کل پاکستان اجتماع کی روداد

عالم اسلامی کا اتحاد

کولمبین ماڈل اور پاکستان

ہو جائے ملائم تو......

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے

عالم اسلام

مہذّب اور پسماندہ معاشرے

انسانی اقدار اور انسانی اخلاق ہی اگر کسی معاشرے میں سربلند ہوں، اس طرح کہ جس طرح انہیں اللہ تعالیٰ نے وضع کیا ہے تو یہ معاشرہ مہذّب اور ربانی معاشرہ ہوگا۔ اِس کے برعکس وہ معاشرے جن پر حیوانی خواہشات اور میلانات چھائے ہوئے ہوتے ہیں، وہ کبھی مہذّب معاشرے نہیں بن سکتے، اگرچہ وہ صنفی اور اقتصادی اعتبار سے بہت ہی ترقی یافتہ ہوں۔ انسان کی ترقی میں یہ معیار کبھی غلط ثابت نہیں ہوا ہے۔

دورِ جدید کے جاہلی معاشروں میں فری سیکس کا اصول کارفرما ہے۔ ان لوگوں کے ہاں نہایت ہی سوقیانہ جنسی حرکات کو بھی جائز سمجھا جاتا ہے۔ ان کے ہاں اگر ان کا کوئی قومی مفاد تقاضا کرتا ہو تو وہ شخصی معاملات، اقتصادی روابط اور سیاست میں اخلاق کے قائل ہیں، اپنی قومی مصلحتوں کے دائرے کے اندر اندر۔ ان ممالک کے صحافی، ادیب اور میڈیا کے تمام شعبے نوجوانوں کو جنسی بے راہ روی کی تعلیم دیتے ہیں اور ان میں جنسی اتّصال کو اخلاقِ رذیلہ میں شمار نہیں کیا جاتا۔

اس قسم کے معاشرے اسلامی نقطۂ نظر سے پسماندہ معاشرے ہیں اور انسانی زاویہ سے بہت ہی گرے ہوئے ہیں۔ اسلامی لحاظ سے یہ اس لئے قابل رد ہیں کہ اسلام انسان کی حیوانی خواہشات کو ضبط میں لاتا ہے اور انسانی پہلو کو حیوانی پہلو پر غالب کرتا ہے۔

فی ظلالِ القرآن
سید قطب شہید

سورۃ الانعام
(آیات:54تا58)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

﴿ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ ﴾

''اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو (اُن سے) سلام علیکم کہا کرو۔ اللہ نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کرلیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیکوکار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اس طرح ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (تاکہ تم لوگ ان پر عمل کرو) اور اس لئے کہ گناہ گاروں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔ (اے پیغمبرﷺ! کفار سے) کہہ دو کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے اُن کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا، ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہوں۔ کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار کی دلیل روشن پر ہوں اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو۔ جس چیز (یعنی عذاب) کے لئے تم جلدی کر رہے ہو، وہ میرے پاس نہیں ہے۔ (ایسا) حکم اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وہ سچی بات بیان فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہہ دو کہ جس چیز کے لئے تم جلدی کر رہے ہو اگر وہ میرے اختیار میں ہوتی تو مجھ میں اور تم میں فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔''

اے نبیﷺ! جب آپؐ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں (یعنی غریب اور مسکین لوگ) تو آپؐ سرداروں اور سرمایہ داروں کی خواہش کے برعکس اُن کا اکرام کیجئے، اُن کو سلام کہا کیجئے۔ اور انہیں یہ خوشخبری دیا کیجئے کہ تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کرلیا ہے اور اُس کی خاص رحمت کا مظہر یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی اگر کسی وقت کسی غلط کام کا ارتکاب کر بیٹھے، جذبات سے مغلوب ہو کر ناواقفیت یا جہالت سے، پھر فوراً ہی متنبہ ہو کر توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ یقیناً بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے لئے مزید خوش خبری ہے کہ ہم اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ تم لوگ اُن پر عمل کرو اور اس لئے بھی کہ یہ سردار لوگ ان پر غور و فکر کریں، جس کے نتیجہ میں مجرموں کا راستہ اُن کے سامنے کھل کر آجائے گا اور یہ جان لیں گے کہ جس راستے پر وہ جا رہے ہیں، واقعتاً وہ مجرموں کا راستہ ہے۔

کہہ دیجئے مجھے روک دیا گیا ہے کہ میں انہیں پوجوں جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو یعنی لات، منات، عزیٰ وغیرہ۔ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔ ڈنکے کی چوٹ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کرسکتا۔ اگر میں ایسا کروں تو خود گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہوں گا۔

کہہ دیجئے، میں تو اپنے رب کی طرف سے ایک بڑی بیّنہ پر ہوں۔ آگے چل کر سورۂ ہود میں وضاحت آئے گی کہ بیّنہ دو چیزوں سے بنتی ہے ایک عقل سلیم اور دوسری وحی الٰہی جو اوّل الذکر کی تصدیق کرتی ہے۔ پھر لوگوں کے حق میں خود رسول بیّنہ بن جاتا ہے (دیکھئے سورۃ البیّنہ)۔ آپؐ کے حق میں عقل سلیم کے ساتھ وحی کی توثیق نے اصل حقائق کو اجاگر کر دیا اور یہی بیّنہ ہے۔ کہہ دیجئے، میں اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں نہیں مار رہا۔ تم جو مطالبے مجھ سے کر رہے ہو اور دباؤ ڈال رہے ہو، یہ ناحق ہے، کیونکہ میں تو اپنے رب کی طرف سے بیّنہ پر ہوں جسے تم نے جھٹلا دیا ہے۔ میرے پاس وہ شے موجود نہیں ہے جس کی تم جلدی مچا رہے ہو یعنی عذاب۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ عذاب عذاب سن کر ہمارے کان پک گئے ہیں تو کہاں ہے وہ عذاب؟ لے آئیے ہمارے اوپر۔ اس پر حضورﷺ فرما رہے ہیں کہ عذاب لانے کا اختیار میرے پاس نہیں۔ وہ اللہ کے فیصلے پر ہی آئے گا کہ حکم تو بس اللہ کا ہے۔ وہ حق بات بیان کر دیتا ہے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہہ دیجئے، جس چیز یعنی عذاب کی تم جلدی مچا رہے ہو اگر وہ میرے اختیار میں ہوتی تو میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ طے ہو چکا ہوتا، میں تمہیں مزید مہلت نہ دیتا کیونکہ تمہارے کان اگر پک گئے ہیں تو میرے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے خوب واقف ہے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

احیاءِ سنت اور امت کی اصلاح

عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

((مَنْ اَحْيٰى سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)) (رواہ الترمذی)

حضرت بلال بن الحارث ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جس نے میری کوئی سنت زندہ کی جو میرے بعد ختم کردی گئی تھی، (متروک ہوگئی تھی) تو اس شخص کو اجر و ثواب ملے گا ان تمام بندگانِ خدا کے اجر و ثواب کے برابر جو اس پر عمل کریں گے، بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے اجر و ثواب میں سے کچھ کمی کی جائے۔''

تشریح: اس حدیث میں آپؐ کے اس امتی کے اجر و ثواب کا ذکر کیا ہے جو آپؐ کی کسی متروک سنت کو دوبارہ زندہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عمل کا جتنا اجر و ثواب کرنے والے کو ملے گا، اس سب کے مجموعہ کے برابر اس بندے کو عطا ہوگا جس نے ان دینی احکام و اعمال کو پھر سے زندہ کرنے کی جدوجہد کی تھی اور یہ اجر عظیم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے خصوصی انعام کے طور پر عطا ہوگا۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تازہ خبر

تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء کا آل پاکستان اجتماع نو نومبر سے گیارہ نومبر تک دراجکے (سادھوکے) میں منعقد ہوا۔ اِس اجتماع کے انتظام و انصرام کے حوالہ سے رفقاء نومبر کے آغاز سے ہی مصروف تھے، لہٰذا گزشتہ ہفتے ندائے خلافت شائع نہ ہوسکا۔ اِس دوران وطن عزیز میں ایک بار پھر آئین گُش دھماکہ ہوا اور سارا ملک ایمرجنسی کی لپیٹ میں آ گیا۔ ایک بار پھر P.C.O کے اژدھا نے آئینِ پاکستان کو سالم ہڑپ کرلیا۔ ایک بار پھر آئین کی دفعہ 6 کو تہہ تیغ کر دیا گیا ہے۔ جو آئین کی طرف بڑھنے والے ہاتھ کو کاٹ دینے کا حکم سناتی ہے۔ لیکن زور آور نے خود اِس شق کی گردن میں پھانسی کا پھندا ڈال دیا ہے۔ ایمرجنسی کا نفاذ گزشتہ ہفتہ کی بات ہے لیکن ہم اپنی عرض کردہ مصروفیت کی وجہ سے قارئین کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے اور وطن عزیز میں واقعات کی رفتار کا معاملہ یہ ہے کہ صبح کی بات شام کو پرانی ہوجاتی ہے۔ اس حوالہ سے مختصراً عرض یہ ہے کہ مشرف صاحب نے عدلیہ کے تیور دیکھ لیے تھے۔ وہ جان گئے تھے کہ نظریۂ ضرورت کو اب دوبارہ زندہ نہیں کیا جا سکے گا اور میڈیا نے عوام کو لمحہ بہ لمحہ حالات سے آگاہ کر کے باخبر ہی نہیں باشعور بھی کر دیا ہے جو آمریت کے لیے ڈیتھ وارنٹ ہے۔ لہٰذا ایمرجنسی نافذ کر کے دراصل ٹارگٹ کلنگ کی گئی ہے۔ ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے والے ججوں کو P.C.O کے تختۂ دار پر چڑھا دیا گیا اور میڈیا کی گردن اتنے زور سے دبا دی گئی ہے کہ وہ چیخ بھی نہ مار سکے۔ یوں لگتا ہے جیسے 16 کروڑ ڈنگروں کا ایک باڑہ ہے اور گلہ بان کے ہاتھ میں ایسی چھڑی ہے جو کسی کو کھرلی کی طرف اور کسی کو کوٹھری کی طرف دھکیل رہی ہے۔ اس گلہ میں سے بعض گردن اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو یہ بھی گلہ بان کو پسند نہیں کیونکہ آسمان کی طرف دیکھنا ''روشن خیالی'' کی نفی ہے۔ بہرحال قوت کا کام ضرب لگانا ہے اور جرمِ ضعیفی کے مرتکب کا کام رونا دھونا ہوتا ہے۔ دونوں اپنا کام بخوبی نبھا رہے ہیں۔

آیئے، گزشتہ ہفتہ سے نکل کر اِس ہفتہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تازہ خبر آئی ہے، منموہن ہمارا بھائی ہے۔ خبر کا مِن و عن مطالعہ کریں اور سر دھنیں ''موجودہ صورتِ حال میں بھارتی سیکیورٹی اداروں کو کسی بھی چیلنج سے نمٹنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ بھارت کی اہمیت بڑھ رہی ہے اور وقت کی ضرورت ہے کہ اپنے مفادات کا تحفظ کرنے کے لیے دفاعی صلاحیت میں اضافہ کیا جائے۔ بھارت خطے کا اہم ملک ہے۔ ہوسکتا ہے بھارت سے کہا جائے کہ وہ پڑوسی ممالک یا ایشیا میں امن و استحکام یقینی بنانے کے لیے کردار ادا کرے۔ اس صورتِ حال میں بھارتی سیکیورٹی اداروں کو کسی بھی چیلنج سے مؤثر طریقے سے نمٹنے کے لیے جدید ہتھیاروں سے مسلح کرنا ہوگا۔ بھارت خطے میں تبدیل ہوتی ہوئی صورتِ حال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔'' قارئین! اب تو ہم پاکستانیوں کو مان لینا چاہئے کہ برصغیر کی یہ ضرب المثل ''ہمسایہ ماں جایہ'' صد فی صد درست ہے۔ (ہمسائے ایسے بھائی ہوتے ہیں جیسے ایک ماں باپ کے جنے ہوئے) ہمارا ہمسایہ کتنا ''ہمدرد'' اور ''غمگسار'' ہے کہ وہ پاکستان میں امن و استحکام کو یقینی بنانے کے لیے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے۔

اے مسلمانانِ پاکستان! کہنے والوں کی زبان تھک جانے کو ہے اور لکھنے والوں کے قلم ٹوٹ جانے کو ہیں۔ کچھ تو سمجھو کچھ تو جانو، اپنی آنکھیں نیم وا ہی کرلو کہ دھندلا سا ہی نظر آ جائے۔ تمہارے آشیانے پر بجلیاں گرنے کو ہیں۔ 1947ء میں تم نے ہندو کے سینے میں جو آگ لگائی تھی وہ آگ آج بھی بھڑک رہی ہے۔ پاکستان کو دولخت کر کے بھی اس کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا، وہ اکھنڈ بھارت سے کم کچھ قبول کرنے کو تیار نہیں۔ عرب یہودیوں سے پٹ رہے ہیں، تم ہندوؤں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہوئے تو سوچو کہیں روزِ قیامت حضور ﷺ تمہارا شکست خوردہ چہرہ دیکھنے سے انکار نہ کردیں، اللہ سے کئے گئے وعدہ سے منحرف ہونے پر تمہیں امتی تسلیم کرنے سے انکار نہ کردیں۔

(باقی صفحہ 9 پر)

''تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر''

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

جلد 16 | 15 تا 21 نومبر 2007ء | 4 تا 10 ذوالقعدہ 1428ھ | شمارہ 41

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------ (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہسپانیہ

(ہسپانیہ کی سرزمین میں لکھے گئے)
(واپس آتے ہوئے)

ہسپانیہ تو خونِ مسلماں کا امیں ہے ۔۔۔ مانندِ حرم پاک ہے تو میری نظر میں
پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں ۔۔۔ خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں
روشن تھیں ستاروں کی طرح ان کی سنانیں ۔۔۔ خیمے تھے کبھی جن کے ترے کوہ و کمر میں
پھر تیرے حسینوں کو ضرورت ہے حنا کی؟ ۔۔۔ باقی ہے ابھی رنگ مرے خونِ جگر میں!
کیونکر خس و خاشاک سے دب جائے مُسلماں ۔۔۔ مانا وہ تب و تاب نہیں اس کے شرر میں!
غرناطہ بھی دیکھا مری آنکھوں نے، ولیکن ۔۔۔ تسکینِ مسافر نہ سفر میں، نہ حضر میں!
دیکھا بھی دکھایا بھی، سُنایا بھی سُنا بھی ۔۔۔ ہے دل کی تسلی نہ نظر میں، نہ خبر میں!

ہسپانیہ میں مسلمانوں کا عروج و زوال اقبال کی شاعری میں انتہائی قابلِ توجہ اور جذباتی مرکز رہا ہے۔ مسلم حکمرانوں کے عہد میں ہسپانیہ نے ہر شعبے میں جو ترقی کی تھی، وہ اُس ملک کے لیے عہدِ زرین کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب مسلم حکومتیں زوال پذیر ہوئیں، اور یہاں عیسائی حکمرانوں نے تسلط جمایا تو اُنہوں نے انتقاماً مسلمانوں کی قائم کردہ تہذیب و ثقافت کو تباہ کرنے کی کوشش کی اور اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ اقبال نے اپنی شاعری میں جہاں جہاں ہسپانیہ کو موضوع بنایا ہے، وہاں وہ ایک طرح کے کرب میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ یہ نظم انہوں نے ہسپانیہ کی سرزمین میں چند روزہ قیام کے بعد، وہاں سے واپسی کے وقت لکھی۔ یہاں اُن کی جذبات نگاری اپنے عروج پر ہے:

1۔ ہسپانیہ وہ سرزمین ہے، جہاں صدیوں تک نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کا اقتدار قائم رہا، بلکہ وہ وقفے وقفے سے عیسائی حکمرانوں کی یلغار کا مقابلہ کرتا رہا۔ اس سرزمین کو مسلمانوں نے ہر ممکن جدوجہد اور قربانی سے زندگی کے ہر شعبے میں انتہائی عروج پر پہنچایا۔ ہسپانیہ پر اپنا تسلط برقرار رکھنے اور اس سرزمین کے دفاع میں لاکھوں مسلمانوں نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ بے شمار مُسلم حکمران، سپہ سالار، ادیب، فلسفی، شاعر، معمار، صناع اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین اِس کی خاک میں دفن ہیں۔ اس لیے اگر اقبال اِس سرزمین کو مسلمانوں کے خون کی امانت دار سمجھتے ہوئے اسے حرم کعبہ کی طرح پاک اور محترم گردانتے ہیں تو اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔

2۔ اے ہسپانیہ! جب بھی چشمِ بصیرت سے دیکھا تو یُوں لگا کہ تیری خاک پر ابھی تک اُن سجدوں کے نشان ثبت ہیں جو سات سو سال سے زیادہ عرصہ تک یہاں مسلمانوں نے ادا کیے۔ اسی طرح جب یہاں صبح کی ہوا چلتی ہے تو ان میں ماضی کی اذانوں کی گونج سنائی دیتی ہے اور اُس دور کی یاد تازہ کر جاتی ہے۔

3۔ یہ سجدہ گزار وہی جان نثار تھے، جنگ و جدال کے دوران جن کی تلواریں اور نیزے اس طرح سے چمکتے تھے، جیسے ستارے جگمگا رہے ہوں۔ یہی وہ لوگ تھے جو آرام و آسائش کی پروا نہیں کرتے تھے، بلکہ اُن کے خیمے پہاڑوں کی چوٹیوں اور اُن کے دامن میں نصب ہوتے تھے۔ وہ ہر لمحے حالتِ جنگ میں ہوتے تھے، اس لیے انہیں مستقل ٹھکانوں کی پروا نہ تھی۔

4۔ ہسپانیہ کی سرزمین حال کی طرح ماضی میں بھی حسن و جمال کا سرچشمہ رہی ہے۔ اقبال پیشکش کرتے ہیں کہ ہسپانیہ اگر تیری حسین صورتوں کو اپنے جمال میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے تو میرا خون اُن کے لیے مہندی کا بدل ثابت ہو سکتا ہے اور ابھی اس خون کی ایک قلیل مقدار میرے جسم میں محفوظ ہے۔

5۔ ہر چند کہ آج کے مسلمانوں میں وہ جذبہ، حرارت اور غیرت باقی نہیں رہی، جو ماضی کے ادوار میں ہر مسلمان کے دل میں موجزن تھی، اس کے باوجود وہ اپنے حریفوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔

6۔ اقبال کہتے ہیں کہ ہسپانیہ میں قیام کے دوران، میں نے غرناطہ کا مشہور شہر بھی دیکھا جو قرطبہ کی عظمت مٹ جانے کے بعد اُندلس کے آخری مسلمان حکمران کا دارالحکومت بنا اور جہاں وہ مشہورِ زمانہ شاہی محل اب تک موجود ہے جو ''الحمرا'' کے نام سے موسوم ہے اور دنیا کے سات عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ مُراد یہ ہے کہ غرناطہ جیسے عظیم الشان مناظر دیکھنے کے باوجود سکونِ قلب میسر نہیں ہوا۔

7۔ اِس آخری شعر میں کہا گیا ہے کہ میں نے ہسپانیہ کے دورانِ قیام ہر نوع کے خوشنما مناظر بھی دیکھے اور ان کے بارے میں دوسروں سے مختلف نوعیت کی داستانیں بھی سُنیں۔ اُن کا جلال و جمال اپنے اشعار کے ذریعے دوسروں تک پہنچانے کے علاوہ وہ باتیں بھی دہرائیں جو اوروں کی زبانی سُنی تھیں، اس کے باوجود ہمیں سکونِ قلب حاصل نہ ہو سکا۔

آخری دو اشعار میں غرناطہ کا ذکر صراحت کے ساتھ اس لیے کیا ہے کہ ریاست غرناطہ ہسپانیہ میں مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی آخری نشانی تھی۔ اس کے سقوط کے بعد مسلمان اِس ملک سے نابود ہو گئے۔ ریاست غرناطہ کا آخری فرماں روا عبداللہ نہایت بزدل، بے دین اور پست ہمت تھا۔ جب وہ قصر الحمرا کی کنجیاں ملکہ ازبیلا کے سپرد کر کے اپنی مہمل زندگی کے آخری ایام ذلت اور بے کسی کی حالت میں بسر کرنے کے لیے غرناطہ سے روانہ ہُوا تو بیس میل چل کر، آرام کرنے کے لیے گاؤں میں قیام کیا۔ یہ گاؤں ایک پہاڑی پر واقع تھا، اس لیے جب اُس کی نظر قصر الحمرا پر پڑی تو بچوں کی طرح رونے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر اُس کی غیرت مند ماں نے اُس سے کہا: ''اے بزدل! جب تُو مَردوں کی طرح اس محل کی حفاظت نہ کر سکا تو اب عورتوں کی طرح رونے سے کیا حاصل؟'' یہ واقعہ ذہن نشیں رہے تو آخری دو اشعار کا مطلب بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے۔

کیا ہماری قومی سالمیت محفوظ ہے؟

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ بانی تنظیم اسلامی

یہ بات حیران کن ہے کہ اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے "قومی مفاہمت" کے نام پر بے نظیر بھٹو اور دیگر سیاستدانوں سے شرمناک مفاہمت کر لی گئی، مگر ملک و ملت کے مفاد کی خاطر غازی عبدالرشید، مولانا نیک محمد، نواب اکبر بگٹی اور دیگر افراد سے مفاہمت نہ کی گئی۔ اور اب مفاہمت مولانا فضل اللہ اور بیت اللہ محسود سے مفاہمت کیوں نہیں کی جارہی۔ خدارا! ملکی سالمیت اور بقا کے لئے اپنی ضد اور انا کی پالیسیوں پر نظر ثانی کیجئے۔ قبائلی علاقہ جات اور سوات میں اپنے عوام کے خلاف فوج کشی ترک کر کے مفاہمت کا راستہ اپنایئے، ورنہ حاکم بدہن 1971ء کی تاریخ اپنے آپ کو ایک دفعہ پھر دہرا سکتی ہے

نائن الیون کے بعد ہمارے حکمرانوں نے امریکی دھمکیوں کے آگے گھٹنے ٹیکنے اور محکم اور مسلّم پالیسیوں پر یو ٹرن لینے کا جواز یہ پیش کیا تھا کہ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو امریکی فوج ہمارے ملک کو تورا بورا بنا دیتی۔ ہمارے اکثر دانشور اور کالم نویس حضرات کا بھی یہ مؤقف تھا کہ وہ لوگ احمق ہیں جن کا مؤقف یہ ہے کہ ہمیں یوٹرن لینے کی بجائے امریکہ کے مقابلے میں ڈٹ جانا چاہیئے۔ ڈٹ جانے والوں کا مؤقف غلط ہے کیونکہ زمینی حقائق کا تقاضا یہ ہے کہ امریکی پالیسیوں کا پوری طرح اتباع کیا جائے، لہٰذا جو لوگ امریکہ کے سامنے سر جھکانے کو غلط سمجھ رہے ہیں وہ نہ تو عقل و دانش کے حامل ہیں اور نہ ہی انہیں زمینی حقائق کا فہم و ادراک ہے بلکہ یہاں تک لکھا اور کہا گیا کہ اُمت کا بھی سرے سے کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اور "خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی" کا تصور دینے والے دنیاوی تقاضوں سے واقف ہی نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے "اپنی چھنی نیبرز" کی پالیسی ہی کامیابی کی کنجی ہے اور اب اس خیال کو دل سے نکال دینا چاہیئے کہ "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے" لہٰذا اب ہماری عافیت اسی میں ہے کہ "سب سے پہلے پاکستان" کو مقدم رکھا جائے۔

اس فلسفہ کو پیش نظر رکھ کر ہم نے پہلے افغانستان کے خلاف جنگ میں امریکی فوج کو اڈے اور لاجسٹک امداد فراہم کی، پھر اپنے ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو "محرم" سے مجرم" بنایا۔ نام نہاد "حقوق نسواں بل" پاس کر کے دینی احکامات کا مذاق اڑایا۔ نصاب تعلیم کو دینی تعلیمات سے "کھرچنے" سے بھی نہ چوکے۔ مغربی تہذیب یافتہ ہونے کا ثبوت دینے کے لئے "مخلوط میراتھن ریس" کا انعقاد کیا۔ ملکی معیشت کو مزید سودی معاملات میں الجھانے سے بھی گریز نہ کیا۔ محب وطن اور مذہبی عناصر کو غائب کر کے امریکی "دیوتا" جارج ڈبلیو بش کی بلی چڑھایا گیا۔ کشمیر کاز کو بھلا کر لاکھوں شہدا کی روحوں سے مذاق کرنے کا گناہ عظیم بھی کیا گیا۔ لال مسجد کو بے گناہ طلبہ اور طالبات کے خون سے واقعی لال کیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود کیا ہماری قومی سالمیت محفوظ ہے؟ اور کیا ہمارا ملک "تورا بورا" بننے سے بچ گیا؟

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری قومی سالمیت ماضی کے مقابلے میں آج زیادہ خطرناکیوں سے دوچار ہے۔ ہمارے قبائلی علاقہ جات اور سوات "تورا بورا" بنے ہوئے ہیں اور سب سے بڑی خطرناک بات یہ ہے کہ ہمارے علاقے امریکی فوج کے ہاتھوں تورا بورا نہیں بنے بلکہ پاک فوج نے یہ "فریضہ" سرانجام دیا ہے۔ امریکی مفادات اور صدر بش کی خوشنودی کے لئے لڑی جانے والی جنگ میں ہم 2000 کے قریب پاک فوج کے جوان قربان کر چکے ہیں۔ سینکڑوں جوان آج بھی یرغمال بنے ہوئے ہیں اور ہماری حکومت دنیا کی شاید واحد حکومت ہے جو اتنی بڑی تعداد میں فوجیوں کی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کے بعد بھی پرسکون ہے۔ ورنہ دنیا میں اتنی بڑی تعداد میں فوجیوں کی جانوں کے ضیاع کے بعد حکومتیں اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کے لئے مجبور ہو جاتی ہیں اور مخالف قوتوں سے مذاکرات کر کے ایسی راہیں نکالتی ہیں جو ملک و قوم کے لئے فائدہ مند ہوں۔ ہمارے حکومتی کیمپ میں اس سب کے باوجود "سب اچھا ہے" کا راگ الاپا جارہا ہے۔

ہمارے ہمسایہ ملک بھارت میں علیحدگی کی بے شمار تحریکیں زوروں پر ہیں۔ مقبوضہ کشمیر ایک عرصہ سے بھارتی حکومت کے لئے دردِ سر بنا ہوا ہے۔ مگر وہاں کبھی بھی بھارتی حکومت نے اپنی فضائیہ یا گن شپ ہیلی کاپٹرز کو استعمال نہیں کیا۔ سری لنکا میں تامل ٹائیگرز اور حکومت کے مابین تنازعہ ایک طویل عرصہ سے جاری ہے مگر سری لنکن حکومت نے کبھی اپنے باغیوں کو فضائی حملوں سے نشانہ نہیں بنایا۔ دوسری جانب پاکستان کی حکومت نے قبائلی علاقہ جات اور سوات میں متعدد مرتبہ پاک فضائیہ اور گن شپ ہیلی کاپٹرز کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہاں کی آبادی کی ایک بڑی تعداد ناکردہ گناہوں کی بھینٹ چڑھ گئی۔ یہاں ایک اور امر قابل غور ہے کہ قبائلی علاقہ جات اور سوات کے لوگوں نے کبھی بھی پاکستان سے علیحدگی کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ ان لوگوں کی وطن سے محبت کسی قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ ان لوگوں کا قصور بس یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی وضع قطع کے اعتبار سے امریکہ کے لئے قابل قبول نہیں ہیں اور

> **قبائلی علاقہ جات اور سوات کے لوگوں نے کبھی پاکستان سے علیحدگی کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ ان لوگوں کا قصور بس یہ ہے کہ یہ لوگ کبھی بھی "وضع میں نصاریٰ" اور "تمدن میں ہنود" بننے کے لئے تیار نہیں اور یہی چیز امریکہ کے لئے ناقابل قبول ہے۔ ایسے محب وطن اور محب دین عناصر کے خلاف جنگجوانہ کاروائیاں کسی طور پر بھی جائز نہیں**

ان کی وضع قطع کسی ''طالبانائزیشن'' کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ یہاں کا قدیم کلچر، رواج اور دینی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور یہ لوگ کبھی بھی ''وضع میں نصاریٰ'' اور ''تمدن میں ہنود'' بننے کے لئے تیار نہیں اور ان سے یہ کام ماضی میں انگریز ''بہادر'' بھی نہ کروا سکا۔ لہٰذا محبِ وطن اور محبِ دین عناصر کے خلاف جنگجوانہ کارروائیاں کسی طور پر بھی جائز نہیں۔ لہٰذا حکومت ہوش کے ناخن لے۔ ماضی میں بھی ایسے ہی ''عسکری'' اقدامات کر کے ہم نے ''سقوط ڈھاکہ'' کے سانحہ کا سامنا کیا ہے۔

سیدھی سی بات ہے کہ فوج، مدمقابل دشمن فوج اور دشمن قوم کا مقابلہ تو کر سکتی ہے مگر کبھی بھی کوئی فوج اپنی قوم کے خلاف جنگیں نہیں جیت سکتی۔ اگر اب بھی ہم نے شمالی علاقہ جات اور سوات میں اپنی پالیسیوں کو نہ بدلا تو 1971ء والی تاریخ اپنے آپ کو ایک دفعہ پھر دہرا سکتی ہے۔ حکومت کا یہ مؤقف بھی انتہائی بودا ہے کہ سوات اور شمالی علاقہ جات میں ازبک مجاہدین حالات کی خرابی کے ذمہ دار ہیں مگر یہ واقعہ یہ ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں ایک بھی ازبک باشندہ زندہ یا مردہ میڈیا کے سامنے پیش نہیں کر سکی۔

امریکی خوشنودی کے لئے برپا کی جانے والی جنگ کا نتیجہ ہے کہ آج ملک میں امن و امان کی صورت حال انتہائی درجہ تک مخدوش ہے۔ آئے روز کئی بے گناہ شہری خودکش حملوں کی نذر ہو رہے ہیں۔ کراچی میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی آمد کے موقع پر 200 سے زائد افراد کی اموات لمحہ فکریہ ہے۔ خودکش حملوں کی بے پناہ وارداتوں کے باوجود حکومت کسی ایک بھی فرد کو گرفتار نہیں کر سکی، یہ اس کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اعصاب شکن ملکی فضا میں مہنگائی کا عفریت بھی خودکشیوں اور خودکش بم حملوں کا باعث ہے اور اس پر ستم بالائے ستم کا معاملہ خطرناک حد تک بے روزگاری کا ہونا بھی ہے۔ آج حکومت وقت کو بھی اندازہ ہو گیا ہے کہ امریکہ کے لئے سرانجام دینے والی ''خدمات'' کے جواب میں امریکہ پوری ڈھٹائی کے ساتھ بے وفائی اور طوطا چشمی پر تلا ہوا ہے، دوسری جانب ہمارے حکمران ''قومی مفاہمت'' کے نام پر اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے اپنے ہی وضع کردہ ''اصولوں'' کا خون کرنے سے بھی شرما نہیں رہے۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ یہ مفاہمت بے نظیر بھٹو سمیت تمام سیاستدانوں سے تو ہو سکتی ہے مگر ماضی میں غازی عبدالرشید، مولانا نیک محمد، نواب اکبر بگٹی اور دیگر افراد سے نہ ہو سکی اور اب یہ مفاہمت مولانا فضل اللہ اور بیت اللہ محسود سے کیوں نہیں کی جا رہی۔ لہٰذا خدارا ملکی سالمیت کے لئے اپنی ضد اور انا کی پالیسیوں کو ترک کیا جائے اور امریکی غلامی کے چنگل سے نکلا جائے۔ کیونکہ موجودہ صورت حال پر پوری قوم کرب و الم کا شکار ہے۔

پریس ریلیز

''ملک میں شدید قسم کی خانہ جنگی شروع ہونے کا خطرہ ہے جس کا بہانہ بنا کر عین ممکن ہے کہ بیرونی طاقتیں، فوجی مداخلت کے ذریعہ پاکستان کو ہمیشہ کے لیے اپنا مطیع اور تابع مہمل بنانے میں کامیاب ہو جائیں''

ڈاکٹر اسرار احمد

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن آڈیٹوریم لاہور میں ملکی حالات کے حوالہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا جس سے انحراف کے نتیجہ میں یہ ملک اپنا مقصدِ وجود اور وجہِ جواز بہت پہلے ہی کھو چکا تھا اور ہم بحیثیت مجموعی مسلسل عذاب الٰہی کی گرفت میں تھے اور ہیں، جس کا سب سے بڑا مظہر قومی سطح پر نفاق باہمی، جھوٹ، فریب اور اخلاق و کردار کا دیوالیہ پن ہے اور اسی کا ایک مظہر مشرقی پاکستان کا ہم سے علیحدہ ہونا تھا اور اسی کے باعث بقیہ پاکستان بھی بڑی تیزی سے تباہی کے راستہ پر گامزن ہے، اب جنرل مشرف کے ہنگامی حالت کے نفاذ کے اعلان نے گویا رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ موجودہ حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کا خاتمہ اب دور کی بات نہیں الا یہ کہ پوری قوم اُٹھ کھڑی ہو اور اللہ کی جناب میں توبہ کر کے یہاں اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام کے لیے کمربستہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف پاکستان کے قبائلی علاقہ جات میں جاری طالبان تحریک ہے جو ملک میں شریعت کا نفاذ چاہتی ہے اور دوسری جانب جنوب میں ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی پر مشتمل لبرل سیکولر قوت ہے جو پاکستان سے مذہب کو ختم کر کے اسے مکمل طور پر مغرب کا حاشیہ بردار ملک بنانا چاہتی ہے۔ درمیان میں ایک تیسری قوت ہے جس کا حال ہی میں اضافہ ہوا ہے اور جس نے نظم و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ کے قیام کے لیے جدوجہد کی بہترین مثال قائم کی ہے، یعنی وکلاء کی تحریک، جسے میڈیا اور متوسط طبقہ کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہنگامی حالات کے نفاذ نے ان تمام باہمی مخالف قوتوں کو میدان میں لا کر کھڑا کر دیا ہے جس کی وجہ سے شدید قسم کی خانہ جنگی شروع ہونے کا خطرہ ہے جس کا بہانہ بنا کر عین ممکن ہے کہ بیرونی طاقتیں، مثلاً نیٹو اور بھارت جو پہلے ہی موقعہ کی تاک میں ہیں، فوجی مداخلت کے ذریعہ پاکستان کو ہمیشہ کے لیے اپنا مطیع اور تابع مہمل بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کاش جنرل مشرف موقع کی نزاکت کا احساس کرتے اور خود ہی اقتدار سے علیحدہ ہو جاتے۔ (معتمد ذاتی)

JOB OPPORTUNITY

Eligibility: ☆ Practicing Muslim ☆ Trustworthy ☆ Energetic & Active team leader ☆ At least Graduate (Preferably MA/M.Com/MBA) ☆ Good Computer Skills ☆ Fluency in English & Urdu ☆ Preferably from Southern Punjab

Position: Executive Assistant to Managing Partner

☆ **Attractive Salary package** according to the qualification ☆ The successful candidate will has to stay at Bahawal Nagar. ☆ Apply with detailed CV, copies of academic certificates ☆ 2 fresh photographs by **Nov 30, 2007, to:**

Director HR PUNJAB RICE MILLS
Adjacent, Block-Z Model Town, Bahawal Nagar.
Tel:063-2271670, 2274670, Fax:063-2274875
Email:punjab.rice@yahoo.com

تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء کا

کل پاکستان تربیتی و مشاورتی اجتماع

مرتب: ذیشان دانش خان

تنظیم اسلامی کے ملتزم رفقاء کے دعوتی و تربیتی اجتماع کا انعقاد فردوسی فارم درانجکے (سادھوکی) میں ہوا۔ اس پروگرام کا باقاعدہ آغاز 9 نومبر 2007ء کو فجر کی نماز کے بعد ہوا۔ پاکستان کے مختلف شہروں اور علاقوں سے ملتزم رفقاء قافلوں کی صورت میں 8 نومبر 2007ء کو ہی پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ پاکستان سے باہر مقیم رفقاء بھی اس اجتماع میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ اس سال کا اجتماع کئی اعتبارات سے منفرد تھا۔ ان میں سب سے نمایاں بات سمع وطاعت اور نظم وضبط کا ایک جامع پروگرام تھا جس میں ہر رفیق سمع وطاعت اور نظم وضبط کے پروگرام سے منسلک تھا۔ رفقاء کو بارہ حلقوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر حلقے میں بارہ اُسرے تھے۔ حلقوں کے نام مختلف اسلامی شعائر کے ناموں پر رکھے گئے تھے۔ وہ نام یہ ہیں: 1-حرا، 2-صفا، 3- دارارقم، 4- شعب ابی طالب، 5- عقبہ، 6-ثور، 7- بدر، 8- اُحد، 9- احزاب، 10- حدیبیہ، 11-فتح مکہ اور 12- عرفات۔ ہر حلقے کا ایک امیر اور ہر حلقے میں بارہ اُسروں کے بارہ نقیب مقرر کیے گئے تھے۔ ہر رفیق اپنے نقیب کو جوابدہ تھا اور ہر نقیب نے اپنے حلقے کے امیر کو رپورٹ کرنا تھی۔ اس طرح تمام افراد ایک نظم میں پروئے ہوئے تھے۔

9 نومبر —— پہلا دن

9 نومبر 2007ء بروز جمعۃ المبارک فجر کی نماز کے بعد ناظم اجتماع جناب محمد خالد نے تمام رفقاء کو خوش آمدید کہا اور پروگراموں کے بارے میں بتایا کہ اس اجتماع کے کچھ پروگرام پنڈال میں ہوں گے اور کچھ حلقہ جات میں منعقد ہوں گے، جن کی تفصیل حلقے کے امیر کے ذریعے نقیب کو اور نقیب کے ذریعے ہر رفیق تک پہنچ جائے گی۔

اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے افتتاحی کلمات ارشاد فرمائے۔ انہوں نے اس اجتماع کا پس منظر بتایا کہ ہمارے پیش نظر آل پاکستان کے تمام رفقاء کے اجتماع کا انعقاد تھا مگر بوجوہ پروگرام ملتزم رفقاء تک محدود کر دیا گیا اور اس کا مقصد تحریک دعوت کو مزید فعال بنانا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کے خطاب کے بعد ناشتے اور چائے کا وقفہ ہوا۔ ساڑھے آٹھ بجے دوبارہ تمام رفقاء نے پنڈال میں جمع ہونا تھا۔ ساڑھے آٹھ سے پہلے ہی پنڈال رفقاء سے بھر گیا اور وقت اور نظم وضبط کی پابندی کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے شجاع الدین شیخ کا ''داعیانہ کردار اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر بیان ہوا۔ انہوں نے قرآن وسنت کی روشنی میں موضوع پر نہایت عمدگی سے گفتگو کی اور دعوت کے تقاضوں کو دس نکات کی صورت میں پیش کیا۔

سوا نو بجے مرزا ندیم بیگ نے دینی تحریکوں کا موازنہ نہایت جامع انداز میں پیش کیا۔ جن میں جماعت اسلامی، حزب التحریر، جماعۃ الدعوۃ، تبلیغی جماعت اور تنظیم اسلامی کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا۔ انہوں نے ہر جماعت کا پس منظر، مقصد اور کام کرنے کے طریقہ کار پر روشنی ڈالی اور ہر جماعت کی خوبیاں اور خامیاں خوبصورت انداز میں پیش کیں۔ اس کے بعد رفقاء کو جمعہ کی تیاری کے وقت دیا گیا۔

بارہ بجے امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے خطاب جمعہ کا آغاز کیا۔ انہوں نے ''شہادت علی الناس کی ذمہ داری'' پر گفتگو کی۔ انہوں نے فرمایا کہ گواہی اور شہادت کے تین درجے ہیں: ایک یہ کہ زبانی دعوت لوگوں تک پہنچائی جائے، دوسرے یہ کہ عمل کر کے دکھایا جائے، تیسرے یہ کہ عملی طور پر دین قائم کر کے دکھایا جائے۔ اقامت دین کی یہ ذمہ داری امت مسلمہ پر بحیثیت مجموعی عائد ہوتی ہے۔ اگر اسلامی حکومت نہیں ہے تو پھر ہر ہر فرد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اسلامی نظام قائم کرنے کی جدوجہد کرے۔ یہ اللہ سے وفاداری کا تقاضا ہے کہ ہم اقامت دین کے فریضے کی ادائیگی میں کے لئے مقدور بھر سعی وجہد کریں۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ بحیثیت رفیق تنظیم اسلامی ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس راہ میں جو مشکلات آئیں ان پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا جائے۔ انہوں نے ملتزم رفقاء کو ہدایت کی کہ وہ دین کے کاموں کو دنیا کے کاموں پر ترجیح دیں اور اپنے قول وعمل سے دعوت کا کام کریں۔ انہوں نے تحریک دعوت کے حوالے سے کہا کہ کراچی میں ملتزم رفقاء کے اجتماع میں تحریک دعوت کا تعارف کروایا گیا تھا اور بالفعل اس تحریک کا آغاز تقریباً ایک سال پہلے کیا گیا ہے۔

جمعہ کی نماز کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔ سوا تین بجے نماز عصر ادا کرنے کے بعد محمد شفاء اللہ نے جن کا تعلق تنظیم اسلامی واہ کینٹ سے ہے، خوف اور توکل کے موضوع پر بات کی۔ انہوں نے بتایا کہ انسان کے اندر جس کو رب ماننے کے لیے جذبہ ہوگا اسی کا خوف اس کے اندر موجود ہوگا۔ اور توکل کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی بہترین سعی وجہد کرنے کے بعد نتیجہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دے اور بندۂ مومن کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں خوف صرف اللہ رب العزت کا ہوتا ہے اور اس کا سارا توکل اور بھروسہ بھی اللہ کی ذات پر ہوتا ہے۔

سوا چار بجے جناب فیض الرحمٰن (حلقہ سرحد شمالی) نے ''صبر اور شکر'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ انسان عقل صحیحہ اور فطرت سلیمہ کی روشنی میں اپنے محسن حقیقی کو پہچان لیتا ہے اور اسی حکمت ودانائی کے نتیجے میں

انسان کے اندر جذبۂ تشکر بیدار ہوتا ہے۔ حکیم و دانا انسان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے عمل سے اُس خالق حقیقی کا شکر ادا کرے اور اس اطاعت میں جو مصائب و آلام آتے ہیں ان پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرے۔ اس کی مثال ہمارے سامنے حضرت لقمان علیہ السلام کی شخصیت کی ہے۔

اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کی گئی اور بعد نماز مغرب اپنے اپنے حلقے کی سطح پر مذاکرہ ہوا، جسے ہر حلقے کے امیر نے Conduct کیا۔ مذاکرے کا موضوع ''مثالی اُسرہ اور نقیب'' تھا۔ تمام رفقاء نے مذاکرے کو سراہا اور کئی رفقاء نے آئندہ بھی اس طرح کے پروگرام جاری رکھنے کی تجاویز دیں۔ مذاکرے میں شرکاء کو اظہارِ خیال کا موقع دیا گیا اور موضوع کو نہایت عمدہ انداز میں سوال و جواب کی صورت میں واضح کیا۔ اس مذاکرے میں اُسرہ اور اُسرہ میٹنگ کا فرق واضح کیا گیا اور اُسرہ کا اصل مفہوم اور اُسرہ میٹنگ کے مقاصد کی وضاحت کی گئی۔

مغرب سے عشاء کے اوقات کے دوران امیر محترم کی رفقاء سے ملاقات کے لئے ہر حلقے میں ایک گھنٹے کا مشاورتی سیشن رکھا گیا۔ جس میں امیر محترم نے بالمشافہ رفقائے تنظیم اسلامی سے ملاقات کی اور تنظیم اسلامی، تحریک دعوت اور اجتماع سے متعلق مشورے اور تجاویز براہِ راست حاصل کیں۔ پونے نو بجے عشاء کی نماز ہوئی اور بعد نمازِ عشاء رات کے کھانے کے بعد سونے کا وقت دیا گیا۔

10 نومبر ——— دوسرا دن

صبح تہجد کی نماز کے لیے ترغیب و تشویق کے انداز میں شرکاء کو اُٹھایا گیا اور فجر کی نماز ساڑھے پانچ بجے پنڈال میں ادا کی گئی۔ بعد نمازِ فجر اسرے کی سطح پر سورۂ کہف کے پہلے رکوع کا درس اور مذاکرہ ہوا اور مسنون دعاؤں اور اذکار کا دورہ بھی ہوا۔ اس کے بعد ناشتے اور دیگر حاجات سے فارغ ہو کر رفقاء آٹھ بجے دوبارہ حلقے کی سطح پر سیکولرازم کے موضوع پر مذاکرے کے لیے جمع ہو گئے۔ مذاکرے میں سیکولرزم کی تعریف سے لے کر اس کے مذموم مقاصد زیرِ بحث آئے۔ پونے دس بجے چائے کا وقفہ ہوا۔

سوا دس بجے بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے 2 نومبر بروز جمعہ اور 4 نومبر بروز اتوار کے خطابات کی ویڈیو ریکارڈنگ بذریعہ پروجیکٹر دکھائی گئی۔ جن کے عنوانات بالترتیب ''عالم اسلام پر مغربی یلغار کے مختلف پہلو'' اور ''پاکستان کے داخلی اور علاقائی مسائل'' تھے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے فرمایا کہ خیر اور شر کی کشاکش روزِ اوّل سے جاری ہے۔ شر کی قوتوں کا سرغنہ ابلیس ہے اور آج اس کے ایجنٹ اور آلہ کار یہودی اور عیسائی بنے ہوئے ہیں۔ از روئے قرآن و حدیث اس خیر اور شر کے درمیان ایک بڑا معرکہ پیش آنے والا ہے، اور مسلمانوں بالخصوص مسلمانانِ پاکستان کی شامتِ اعمال کے نتیجے میں اللہ کا عذاب آنے والا ہے۔ اب بھی اگر ہم نے توبہ نہ کی اور اپنا قبلہ درست نہ کیا تو خاکم بدہن پاکستان کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔ بعد ازاں بانی تنظیم اسلامی سے سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس کے بعد ظہر کی نماز ادا کی گئی اور کھانے اور آرام کا وقفہ دیا گیا۔

3:25 پر عصر کی نماز ادا کی گئی اور اس کے بعد جناب ایاز محمود نے ''کبر اور عجب'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ لاشعوری تکبر کی تین اقسام ہیں۔ اوّل غرر یا غرور، دوم بغیر علم کے رائے دینا، اور سوم، باطل نظام کے ساتھ موافقت۔ ہمیں جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کہیں ہم کسی نوع کے تکبر میں مبتلا تو نہیں، کیونکہ یہ ایک ایسا مرض ہے کہ جس میں مبتلا انسان جنت میں نہ جا سکے گا۔

4:05 قاضی فضل حکیم نے ''عجز و تواضع'' کے موضوع پر بات کرتے ہوئے بتایا کہ عجز و تواضع انسان کی اندرونی کیفیت کا نام ہے اور انسانی طرزِ عمل سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ عجز و تواضع اختیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی تخلیق پر غور کرے۔

بعد ازاں امیر تنظیم اسلامی نے مختصر گفتگو فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ اخلاقی بیماریوں کے بارے میں اب تک جو بیانات ہوئے ہیں اگرچہ وہ مقررین نے بڑی محنت سے تیار کیے ہیں البتہ ان میں کچھ پہلوؤں سے تشنگی رہ گئی تھی۔ اس حوالے سے انہوں نے خوف اور توکل کے باہمی تعلق کی وضاحت کی۔ نیز بتایا کہ صبر و شکر بھی آپس میں گہرا تعلق رکھتے ہیں۔

مغرب کے بعد تعلق مع اللہ کے موضوع پر حلقے کی سطح پر مذاکرہ ہوا۔ مذاکرے میں انسان کے اللہ سے تعلق کی نوعیت پر بحث کی گئی اور بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلق کی مختلف جہتیں ہیں۔ مثلاً 1- عبد اور معبود 2- بادشاہ اور خلیفہ 3- خالق اور مخلوق 4- محاسبہ کرنے والا اور حساب دینے والا 5- جنت کے عوض مال اور جان خریدنے والا اور اپنی جان بیچنے والا 6- اللہ کے دین کے مددگار۔ مزید یہ امر بھی مذاکرے میں واضح کیا گیا کہ تعلق مع اللہ پیدا کرنے کے لئے درج ذیل ذرائع اختیار کئے جائیں۔ 1- تذکیر بالقرآن 2- قیام اللیل 3- اذکار مسنونہ 4- صحبت صلحا 5- سنت رسول ﷺ کا اتباع 6- انفاق فی سبیل اللہ 7- نفلی روزے۔ مزید برآں یہ کیسے معلوم ہوگا کہ تعلق مع اللہ میں اضافہ ہو رہا ہے یا نہیں؟ اس کی علامات ایک حدیث کے مطابق یہ ہیں کہ انسان میں نیکی کی رغبت اور بُرائی سے شدید نفرت کا جذبہ موجود ہو، اور اس کا مال، وقت اور جان دین کی سربلندی میں لگ رہا ہو۔ اس کے بعد شرکاء سے دعوت کے کام کے حوالے سے آراء لی گئیں اور ان کی مشکلات کا حل پیش کیا گیا۔

عشاء کی نماز پونے آٹھ بجے ادا کی گئی اور پھر اُسرے کی سطح پر شمائل نبویؐ میں سے منتخب احادیث کا دورہ ہوا جس کے بعد سونے کا وقفہ ہوا۔

11 نومبر ——— تیسرا دن

11 نومبر کی صبح فجر کی نماز کے بعد اُسرے کی سطح پر سورۂ کہف کے آخری رکوع اور مسنون اذکار کا مذاکرہ ہوا۔ آٹھ بجے حلقے کی سطح پر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مذاکرہ ہوا۔

سوا دس پر بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے دعوت اور تربیت کے باہمی ربط کے بارے میں شرکاء سے خطاب کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ دعوت کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ہماری تنظیم کی دعوت، دعوت اقامت دین ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دعوت کے موثر ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ آپ کا عمل درست ہو۔ تربیت کا ذریعہ تعلیم کتاب و حکمت ہے اور تزکیہ کے لیے رات کے وقت قرآن پڑھنا اور اپنے اندر اُتارنا نہایت مفید ہے۔ قرآن کو جب آپ اپنے اندر اتاریں گے تو باطنی بیماریوں سے نجات ملے گی کیونکہ یہ قرآن دل کی بیماریوں کے لیے شفا بھی ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے رفقاء تنظیم پر زور دیا کہ وہ مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب کو از بر کریں، پھر یہ کہ وہ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں داخلہ لیں۔ انہوں نے خاص طور پر رفقائے تنظیم اسلامی کو مطالعہ لٹریچر کی تاکید کی۔ اس کے علاوہ اپنی دو تقاریر سننے کو کہا، جن میں ایک 2 نومبر کے خطبہ جمعہ پر مشتمل ہے اور دوسری 4 نومبر کے قرآن آڈیٹوریم لاہور کے ایک خطاب پر مشتمل ہے۔ ان کے موضوعات یہ ہیں: ''عالم اسلام پر مغربی یلغار کے مختلف پہلو اور پاکستان کے داخلی اور علاقائی مسائل''

سوا گیارہ بجے جناب شیبا صاحب نے دعوت الی اللہ

اللہ کی راہ میں مصائب و مشکلات کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اس راہ میں مصائب اور مشکلات ضرور آئیں گی مگر ان سے ہمارا ایمان متزلزل نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی ہمیں پیچھے ہٹنا چاہئے۔ نبی اکرم ﷺ اور ان کے ماننے والوں کو بھی اس راہ میں مشکلات آئیں مگر آپ کی سیرت و کردار ہمارے سامنے ہے کہ آپؐ اور صحابہ کرامؓ کس طرح عزم و استقلال کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ بعدازاں امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے اختتامی کلمات ارشاد فرمائے۔ نماز ظہر کے بعد یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا اور رفقاء اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔

بقیہ: اداریہ

اے مسلمانان پاکستان! ابھی وقت ہے، ابھی مہلت ختم نہیں ہوئی۔ لوٹ آؤ اپنے رب کی طرف کہ وہ تواب ہے، رحیم ہے۔ لیکن اگر مہلت ہی ختم ہوگئی تو یادرکھو! تم میں سے جو زندہ رہیں گے وہ مُردوں سے بدتر ہوں گے۔ ہم اللہ رب العزت کے حضور دست بہ دعا ہیں کہ وہ ہمیں معاف فرمادے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے بزرگوں کے اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو نبھا سکیں اور ہم پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی جمہوری ریاست بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔ دنیا میں عزت پانے اور آخرت میں سرخرو ہونے کا یہی واحد طریقہ ہے۔ دگرنہ بھارت سے آنے والی تازہ خبر حقیقت کا روپ بھی دھار سکتی ہے۔

دعائے مغفرت کی درخواست

☆ تنظیم اسلامی کے رفقاء پروفیسر حافظ طارق محمود اور حافظ خالد محمود کے والد وفات پا گئے

☆ ہارون آباد کے رفیق تنظیم ملک محمد ممتاز کے والد کا انتقال ہوگیا

☆ ہارون آباد کے رفیق جاوید خالد کے چچا وفات پا گئے

☆ حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کے رفیق میجر (ر) محمد انور کی والدہ وفات پا گئیں

☆ تنظیم اسلامی کے رفیق جناب ندیم ستار کی خوش دامن وفات پا گئیں

☆ تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے رفیق میاں محمد منشاء کا جواں سال بیٹا ٹریفک حادثے میں وفات پا گیا۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

پروپرائٹر: محمد اسعد صدیقی
0333-5772414

حمزہ ٹریڈرز فیصل آباد

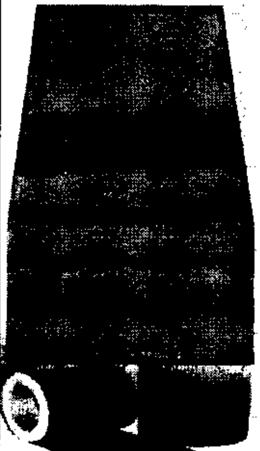

ٹاول، کلاتھ ٹشو، بیڈشیٹ، سوٹنگ کا قابل اعتماد مرکز
کوالٹی اور قیمت پسند نہ آنے پر واپسی ممکن

دکان نمبر 1864۔ گنیش ملز المدینہ کمرشل مارکیٹ، فیکٹری ایریا، فیصل آباد

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹراساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ/ ہیپاٹائٹس بی اور سی/ Elisa Method کے ساتھ ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 2000 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب: 950۔ بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور
فون 5162185-5163924 موبائل 0300-8400944
E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

عالمِ اسلامی کا اتحاد

سید قاسم محمود

ترکی پارلیمنٹ کے ارکان کی کھلی مذہبی عداوت کی مثال دیتے ہوئے، پروفیسر اربکان نے پارلیمنٹ کے ارکان سے کہا: ''آپ حضرات نے اپنا سول قانون سوئٹزرلینڈ ہی سے مستعار لیا ہے۔ بہتر ہے کہ یہ دفعہ 24 بھی سوئٹزرلینڈ کے دستور ہی سے مستعار لے لیں۔ چنانچہ ہم نے اِس دستور کی کاپیاں بھی اُن میں تقسیم کرا دیں، اور اُن سے درخواست کی کہ ترکی دستور کی دفعہ 24 کی جگہ سوئٹزرلینڈ کے دستور کی دفعہ 27 کو اپنا لیا جائے، جس کی عبارت ہے:

> ''حکومت سرکاری سکولوں میں جو تعلیم دے گی، اُسے کسی بھی اعتبار سے قوم کے عقائد سے مختلف یا متصادم نہ ہونا چاہیے۔''

چنانچہ اِس بنیاد پر سوئٹزرلینڈ میں تعلیمی نصاب و نظام مختلف مذاہب کے افکار و عقائد کا مخالف نہیں ہو سکتا۔ ارکانِ پارلیمنٹ نے یہ عبارت پڑھ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور بیک زبان بول پڑے کہ یہ دفعہ ہمارے لیے مناسب نہیں ہے۔ ہم نے ماضی کی کئی دہائیوں تک عقائد کو تبدیل کرنے کے لیے جنگ لڑی ہے۔

پروفیسر اربکان نے مزید کہا: ''آپ اسرائیل اور یہودیوں کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ آیئے ہم ترکی دستور کی دفعہ 24 کی جگہ اسرائیل کے دستور کی دفعہ ہی کو اختیار کر لیں۔ پھر ہم نے اسرائیل کے دستور کی کاپیاں اُن کے درمیان تقسیم کرائیں۔ انہوں نے اِس کا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ پوری دفعہ تورات سے ماخوذ ہے:

> ''ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں صحراؤں اور ریگستانوں سے نجات دی اور اِن بلادِ مقدسہ تک ہماری رسائی کی۔''

یہ عبارت ہو بہو تورات سے نقل کی گئی۔ انہوں نے اسرائیلی دستور کو بھی ٹھکرا دیا۔ اسی طرح ہم نے اُن تمام دساتیر عالم کا حوالہ دیا اور وہ یکے بعد دیگرے سب کو مسترد کرتے رہے۔

آخر میں ہم نے کہا: ''چونکہ آپ نے دنیا کے تمام دساتیر کو مسترد کر دیا ہے، اس لیے اب اُن وحشیوں ہی کا دستور باقی بچتا ہے جو افریقہ کے جنگلوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ نے ہر چیز ٹھکرا دی ہے۔ اب ہم جب اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا حوالہ دیتے ہیں تو آپ ہنگامہ کرتے ہیں اور شور و غوغا سے مخاطب کو چپ کرانا چاہتے ہیں۔ آخر آپ کا مقصد کیا ہے؟''

ہم نے مغربی سفارت کاروں سے گفتگو کرتے ہوئے اپنا یہ واقعہ سنایا، اور اُن کے سامنے وضاحت کی کہ ہم اپنی قوم کے لیے اُسی مذہبی آزادی کے طلب گار ہے، جس کا نفاذ آپ اپنے ملکوں میں کر رہے ہیں۔ ہم یہاں مسلمانوں کو اُسی آزادی سے ہمکنار کرنا چاہتے ہیں، جس سے مغربی دنیا کا ہر عیسائی بہرہ وَر ہے۔ ہم اُن حقوق کا حصول چاہتے ہیں، جن سے آپ کے ملکوں کے شہری فیض یاب ہو رہے ہیں۔

خارجہ پالیسی کی تبدیلی

پروفیسر اربکان نے تیسری بنیادی تبدیلی خارجہ پالیسی میں تجویز کی۔ انہوں نے کہا کہ حزب الرفاہ کے اقتدار میں آنے کے بعد چھ ارب انسانوں کو خوشحال بنانے کی مہم چلائی جائے گی، کیونکہ پارٹی کا مقصد پوری انسانیت کو خوشحالی اور

> مسلم وفد کے مطالبات کے جواب میں بطرس غالی نے کہا: ''اقوام متحدہ دادرسی کے لیے اور مظالم روکنے کے لیے نہیں ہے۔ آپ یہاں حقوق کا مطالبہ کرنے نہ آئیں''

اُسے سعادت و فلاح سے ہمکنار کرنا ہے۔ چونکہ ترکی اس خطے میں ایک طاقتور ملک ہے، اس لیے بلقان میں اِس کا مقصد امن و امان کا قیام ہے۔ اسی طرح مشرق وسطیٰ کی سطح پر قفقاز کے علاقے میں امن و امان اور سلامتی و استحکام کا حصول اِس کا نصب العین ہوگا۔ رفاہ پارٹی چاہے گی کہ اِن خطوں میں عوام کو اِن کے جائز اور قانونی بنیادی حقوق میسر ہوں، ظالموں پر قدغن لگے اور ظلم و استبداد کی پالیسی کا خاتمہ ہو۔

پروفیسر اربکان نے مغربی ممالک کے سفیروں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ تمام بلند بانگ انسان دوستی کے دعووں کے باوجود آپ کو اپنے مفادات ہی سے دلچسپی ہے، اور ہوسکتا ہے کہ آپ کو رفاہ پارٹی کی حکومت پسند نہ ہو، اور آپ اسے برداشت نہ کریں، کیونکہ ہم عدل و انصاف کے داعی ہیں۔ وہ اس مصلحت آمیز عدل سے یکسر مختلف ہے، جس کے استحکام کے لیے آپ مصروف ہیں۔ حقیقی سلامتی مصنوعی سلامتی سے یقیناً مختلف ہوتی ہے۔ اگر آپ حضرات واقعی حقیقی اور منصفانہ سلامتی کے داعی ہیں تو اس کے قیام میں رفاہ پارٹی سب سے زیادہ مضبوط پارٹی ثابت ہوگی۔

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے ملاقات

پروفیسر اربکان نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بطرس غالی سے اپنی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ جب موصوف نے یہ عہدہ سنبھالا تو مسلم ممالک کے ارکان کا ایک وفد اُن سے نیویارک میں ملا۔ ہم نے اُن سے عرض کیا کہ سابق سیکرٹری جنرل ڈیکویار نے بعض مسائل میں دوغلی پالیسی اور ظالمانہ رویہ اختیار کیا، جس سے دنیا میں مسائل اور مشکلات اور فتنوں میں اضافہ ہوا۔ اب یہ عظیم ذمہ داری آپ نے سنبھالی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب ہے۔ ہم اسلامی ممالک کے نمائندوں کی حیثیت سے آپ کے پاس آئے ہیں۔ ابھی جبکہ آپ نے اپنے کام کا آغاز ہی کیا ہے۔ ہم یہ صراحت کرنا چاہتے ہیں کہ اپنے پیشرو کی روش پر ہرگز نہ چلیں۔ دوہرے معیار نافذ نہ کریں۔ کمزور اقوام کے حقوق پر ڈاکہ نہ ڈالیں، اور آذربائیجان، بوسنیا، فلسطین اور کشمیر میں جاری مظالم کا سلسلہ فوراً بند کریں۔ ہم نے یہ بات کہی تو بطرس غالی نے جواب دیا:

> ''اقوام متحدہ دادرسی کے لیے اور مظالم روکنے کے لیے نہیں ہے۔ آپ یہاں حقوق کا مطالبہ کرنے نہ آئیں''

ہم نے کہا کہ اگر اقوام متحدہ انسانیت کے مفادات اور حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتا تو مسلمان ایسے ادارے سے دست بردار ہونے میں حق بجانب ہوں گے۔ اگر اقوام متحدہ عدل و انصاف فراہم نہ کر سکے، اپنے وجود کا جواز پیش نہ کر سکے اور رُکن ممالک کے حقوق کا احترام نہ کر سکے تو مظلوم اقوام زیادہ دنوں تک اقوام متحدہ جیسے ظالم و جابر ادارے کے ساتھ نہ چل سکیں گے۔

پروفیسر اربکان نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ بطرس غالی نے جو فکر و فہم پیش کیا، وہی تمام مغربی اداروں اور اُن کے سربراہوں کا فکر و فہم ہے، اسی لیے رفاہ پارٹی کے برسرِاقتدار آنے کے بعد اسلامی ممالک کے اتحاد کی بھرپور جدوجہد کی جائے گی، لیکن اس اتحاد کا مقصد مغرب پر حملہ کرنا نہیں اور نہ اُس کے خلاف محاذ بنانا ہوگا، بلکہ اس کے برعکس ہمارے اتحاد کا مطلب و مقصد یہ ہوگا کہ ہم اپنے مفادات پر مغرب کے حملوں اور جارحانہ کارروائیوں کی روک تھام کریں،

تاکہ پوری دنیا میں امن وسلامتی قائم ہو اور انسان کے بنیادی حقوق کی ضمانت ہو اور انہیں ہر ملک میں تسلیم کیا جائے۔

عالمِ اسلام کا اتحاد

رفاہ پارٹی کے قائد پروفیسر اربکان نے دنیائے اسلام کے اتحاد کے پانچ بنیادی نکات قرار دیئے:

1۔ آج مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب کے قریب ہے، ان کے پاس 57 آزاد و خودمختار ممالک موجود ہیں۔ مسلمانوں کے دو سو بڑے گروہ یا جماعتیں دنیا کے دوسرے خطوں اور ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اتنی بڑی تعداد کی ذمہ داری ہے کہ اقوامِ متحدہ کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی بجائے اسلامی ممالک کی کوئی مشترکہ تنظیم قائم کریں۔ اگر مسلمان اس طرح کی کسی متحدہ تنظیم کے قیام کے لیے کمربستہ ہو جائیں تو دنیا کی تمام قوتیں اُن کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوں گی، کیونکہ یہ قوت وطاقت کے تمام وسائل سے مالا مال ہیں۔

2۔ دوسرا قدم اسلامی ممالک کی فوجی وعسکری تنظیم کا قیام ہے، تاکہ (نیٹو کے باوجود) اپنے اسلامی ملکوں کی سرحدوں، عوام کی آزادی اور حقوق کی حفاظت و مدافعت کر سکے۔

3۔ مشترکہ اسلامی منڈی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جو اسلامی ممالک کے مفادات کی (یورپ کی مشترکہ منڈی کے ساتھ ساتھ) نگہداشت اور محافظت کر سکے۔

4۔ مشترکہ اسلامی بنک کا قیام

5۔ یونیسکو کی طرز پر اسلامی ممالک کی تعلیمی اور ثقافتی تنظیم کا قیام

جب مسلمانانِ عالم اِن پانچوں نکات پر مشتمل اسلامی اتحاد کا آغاز ونفاذ شروع کر دیں گے، تو مسلمانوں پر ظلم واستبداد کی ذمہ دار تمام قوتیں منتشر اور کمزور ہونے لگیں گی۔ اقوامِ متحدہ کے استبداد کی ایک سادہ اور عام فہم مثال یہ ہے کہ مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کا کوئی مستقل ممبر سیکیورٹی کونسل میں نہیں ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اقوامِ متحدہ کے اندر بنیادی تبدیلی ناگزیر ہے، ورنہ مسلمانانِ عالم عدل و انصاف کے قیام کے لیے اپنی مخصوص عالمی تنظیم خود قائم کریں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ تنظیم عالمِ اسلام تک محدود رہے، بلکہ اس کی رُکنیت ہر وہ ملک حاصل کر سکتا ہے جو اس کے اغراض و مقاصد سے اتفاق رکھتا ہو۔ اس فکر کی حمایت میں سارے عوامل موجود ہیں۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور عالمِ اسلام میں کوئی حقیقی اختلاف موجود نہیں ہے۔ آج جو اختلافات ہیں، وہ برسرِ اقتدار گروہ کے پیدا کردہ ہیں اور ان کی بنیادی وجہ مغربی حکومتوں کی فتنہ پروری اور ریشہ دوانیاں ہیں۔ یہ اختلافات مصنوعی اور تراشیدہ ہیں، جن کو آسانی سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

پروفیسر اربکان نے اِس امر پر زور دیا کہ دنیائے اسلام کے اتحاد کی یہ تجاویز ناممکن العمل اور محض خیالی نہیں ہیں، بلکہ ان پر عمل کرنا بالکل آسان ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے پروفیسر صاحب نے یورپی یونین کی مثال پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ 1954ء میں پاپائے ویٹی کن نے روم میں ایک خاص نشست منعقد کی، جس میں فرانس کے وزیراعظم شومان، اٹلی کے وزیراعظم دوجاس پیر اور جرمنی کے وزیراعظم ایڈنائر کو دعوت دی اور ان تین بڑی کیتھولک ریاستوں کے سربراہوں کو سمجھایا کہ تم نے دوسری عالمی جنگ میں اپنا ہی نقصان کیا ہے۔ میرے کیتھولک بچو! تم نے ایک دوسرے کو قتل کیا ہے۔ اب آپس میں عہد کرو کہ باہمی جنگ وجدال سے پرہیز کرو گے۔ تمہاری ذمہ داری ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے پہلو بہ پہلو ایک طاقتور یورپی اتحاد قائم کرو...... اس نشست کے بعد تینوں ملکوں نے کیتھولک اتحاد کے قیام کے لیے تین سال تک کام کیا۔ 1957ء میں "معاہدہ روم" کا اعلان ہوا، جس میں ابتدا میں یہی تین ملک شامل تھے۔ بعد میں دوسرے ممالک بتدریج اس میں شامل ہوتے گئے، یہاں تک کہ ان کے ارکان کی تعداد بارہ ہو گئی۔ مستقبل میں یہ تعداد بڑھ کر بیس بھی ہو سکتی ہے۔ یہ اتحاد ایک اہم طاقت بن گیا ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی بنیاد ایک مذہب پر اور ویٹی کن کے پوپ کی دعوت پر رکھی گئی تھی۔

اس لیے جب ہم اسلامی اتحاد کی بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ انتظار نہیں رہتا کہ سارے 57 ممالک متحد ہو جائیں، تبھی اس مشترکہ تنظیم کی بنیاد پڑے، بلکہ مغربی اقوام کی طرح تین ملکوں یا اِن سے بھی کم کے اشتراک وتعاون سے یہ اتحاد وجود میں آ سکتا ہے۔ دوسری مملکتوں کے لیے دروازہ کھلا رہے گا۔ وہ دھیرے دھیرے اِس میں شامل ہوتی جائیں گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعد میں اس کی رُکنیت اُن غیر مسلم حکومتوں کے لیے بھی کھول دی جائے جو ہمارے اُصولوں سے متفق ہوں اور ہماری شرائط کو تسلیم کرتی ہوں۔

عالمِ اسلام کے اتحاد کے بارے میں پروفیسر اربکان نے دو باتوں کی مزید وضاحت کی:

1۔ یہ ضروری ہے کہ اِس اتحادِ اسلامی میں صرف مسلم حکومتوں ہی کا عمل دخل ہو اور کسی مغربی حکومت کا اثر و نفوذ نہ ہو۔

2۔ اس تنظیم کا بنیادی اُصول حق پرستی ہو۔ وہ قوت پرستی سے اجتناب کرے۔

(جاری ہے)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ 18 رنومبر بروز اتوار نمازِ عصر تا 24 رنومبر، بروز ہفتہ
مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور میں ہفت روزہ

مبتدی تربیت گاہ

کا آغاز ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن : مرکزی شعبہ تربیت
برائے رابطہ: 0321-7061586 042-6316638-6366638

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر مغل خاندان کو اپنی بیٹی، عمر 31 سال، تعلیم ایم ایس سی (کیمسٹری)، اہلحدیث، گورنمنٹ کالج میں لیکچرر، باپردہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسرِ روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-4191201

☆ راولپنڈی کی متوسط خاندان کی 27 سالہ ایم اے بیٹی کے لیے مناسب رشتہ مطلوب ہے۔
برائے رابطہ: 0301-5127331

☆ لاہور کی رہائشی لڑکی، عمر 25 سال، تعلیم ایم اے، قرآن اکیڈمی اور اسلامک انسٹی ٹیوٹ سے ایک سالہ کورس، شرعی پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: عبدالمالک: 042-5861256

کولمبین ماڈل اور پاکستان

جاوید چودھری

نوجوان نے پوچھا ''ان حالات میں ہم کیا کریں''

میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ احتجاج کی قدروقیمت آزاد معاشروں میں ہوتی ہے اور جن ملکوں میں عدالتوں اور ججوں کے خلاف ایمرجنسی لگ جائے، جن معاشروں میں جج گھروں میں نظربند کر دیئے جائیں اور پولیس بار رومز میں گھس کر وکلاء پر لاٹھی چارج کرتی ہو اور جن ملکوں میں آئین، قانون اور عدالتیں معطل ہو جائیں ان معاشروں، ان ملکوں میں کیا احتجاج ہوگا۔ میں ایسے ملکوں کے نوجوانوں کو کیا مشورہ دے سکتا ہوں۔ نوجوان مسلسل ہیلو ہیلو کر رہا تھا اور میں فون کا ریسور پکڑ کر ساکت کھڑا تھا اور سوچ رہا تھا، ہمارے جیسے بند معاشروں کے لوگ اپنی رائے، اپنی سوچ کا اظہار کیسے کریں گے۔ ذرا سوچئے، جس ملک میں یہ حالات ہوں، حکومت اپوزیشن کے جلسے رکوانے کے لیے موٹروے کے تمام انٹرچینجز پر پولیس کے ناکے لگوا دے اور کوئی شخص حکومت کے اس اقدام کو کسی پلیٹ فارم پر چیلنج نہ کر سکے، اس ملک میں کون کیا احتجاج کرے گا۔

وہ نوجوان مجھ سے مسلسل پوچھ رہا تھا، اور میں سوچ رہا تھا ہم لوگ تو کولمبیا سے بھی گئے گزرے ہیں۔ کولمبیا میں 1980ء کی دہائی میں مافیا کا راج تھا۔ لاطینی امریکہ میں مافیا کارٹل کہلاتا ہے۔ اس دور میں کولمبیا میں کالی اور میڈلین نام کے دو کارٹل تھے۔ دسمبر 1986ء میں کولمبیا کے مشہور اخبار "EL-ESPECTADOR" نے میڈلین کارٹل کے بارے میں ایک تہلکہ خیز رپورٹ شائع کی۔ اس رپورٹ میں اخبار نے انکشاف کیا کہ میڈلین ایوان صدر اور پارلیمنٹ ہاؤس میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کر چکا ہے جس کے نتیجے میں مافیا ملکی آئین اور قانون میں تبدیلیاں لا رہا ہے۔ میڈلین کارٹل نے اس خبر کے ردعمل میں 17 دسمبر 1986ء کو اخبار کے ایڈیٹر ''کانو اسازا'' کو قتل کر دیا اور اخبار کی عمارت کو بم سے اڑا دیا، جس کے بعد میڈیا اور مافیا کے درمیان جنگ شروع ہوگئی۔ آنے والے دنوں میں اس جنگ میں عدلیہ بھی شامل ہوگئی۔ یہ جنگ 10 برس تک جاری رہی یہاں تک کہ مافیا اور اس کی پروردہ حکومت کو پسپا ہونا پڑا۔ اس وقت پابلو اسکوبار میڈلین کارٹل کا لارڈ تھا۔ اس کا اثر پولیس چوکی سے ایوان صدر تک جاتا تھا۔ وہ پارلیمنٹ سے اپنی مرضی کے قانون پاس کرا لیتا تھا۔ اگر پارلیمنٹ پس و پیش کرتی تو حکومت تڑوا دیتا تھا۔ 1989ء میں سپریم کورٹ نے اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا لیکن حکومت نے اسکوبار کو گرفتار کرنے سے انکار کر دیا۔ سپریم کورٹ نے صدر کو توہین عدالت کا نوٹس دے دیا۔ صدر نے ملک میں ایمرجنسی لگا دی۔ ججوں نے ایمرجنسی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ عوام نے جب ججوں کو ڈٹے ہوئے دیکھا تو کولمبیا کے شاعر، لکھاری، صحافی، دانشور اور پروفیسر ججوں کے ساتھ شامل ہوگئے۔ یہ لوگ ججوں کی حمایت میں باہر نکلے تو طالب علم، پرائیوٹ ملازمین اور عام لوگ بھی سڑکوں پر آ گئے، یوں عوام نے اپنا سارا وزن ججوں کے پلڑے میں ڈال دیا جس سے مجبور ہو کر حکومت پابلو اسکوبار کو گرفتار کرنے پر مجبور ہوگئی۔ اسکوبار کی گرفتاری کے بعد مافیا نے ججوں کو ٹارگٹ کر لیا۔ مافیا لارڈ کے ساتھیوں نے ججوں کو

> **دنیا کا کوئی حکم، کوئی آرڈیننس، کوئی مارشل لاء، کوئی ایمرجنسی، کوئی آئین اور کوئی قانون انسان کو محبت اور نفرت سے نہیں روک سکتا، آپ لوگوں کی زبان پر پابندی لگا سکتے ہیں لیکن آپ کسی کی نظروں کو نہیں باندھ سکتے اور آپ دعاؤں اور بددعاؤں کو پابند نہیں کر سکتے۔**

رشوت، سیاسی دباؤ اور موت کی دھمکیوں کے ذریعے گھیرنا شروع کر دیا۔ مافیا کی یہ کوششیں رنگ لائیں اور کولمبیا کی عدالت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ مافیا کے حامی ججوں نے چھٹیاں لیں اور بیوی بچوں سمیت تفریحی مقامات پر چلے گئے لیکن باضمیر ججوں نے اسکوبار کے کیس کی سماعت شروع کر دی۔ مافیا نے اس مرحلے پر ججوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، وہ عدالتوں میں بم لگا دیتے تھے اور جوں ہی جج اپنی کرسی پر بیٹھتا تھا، عدالت میں دھماکہ ہوتا تھا اور جج عدالت سمیت اُڑ جاتا تھا۔ دھماکوں کے اس سلسلے میں کولمبیا کے 200 عدالتی اہلکار ہلاک ہوئے، جن میں 99 جج بھی شامل تھے۔ ججوں نے اسکوبار کے خلاف سماعت جاری رکھی۔ اس دوران مافیا نے ایک بار سپریم کورٹ اور پارلیمنٹ ہاؤس پر قبضہ بھی کر لیا۔ صدر نے اسکوبار کی حمایت میں ملک میں دو بار ایمرجنسی لگائی اور 5 مرتبہ آرڈیننس کے ذریعے یہ کیس ختم کرنے کی کوشش کی، لیکن جج ڈٹے رہے۔ اس جنگ میں کولمبیا کے وزیر قانون، پولیس چیف اور سپریم کورٹ کے ججوں کے کئی لواحقین بھی مارے گئے۔ مافیا نے 1989ء میں ایک صدارتی امیدوار لوئس کارلوس کو بھی گولی مار دی۔ لوئس کارلوس ججوں اور میڈیا کی طرف سے الیکشن لڑ رہا تھا لیکن اس ریاستی دہشت گردی کے باوجود یہ لڑائی جاری رہی۔ یہاں تک کہ سپریم کورٹ نے 1995ء میں اسکوبار کو سزا سنا دی لیکن حکومت نے سزا پر عملدرآمد روک دیا۔ اس کے ردعمل میں پورے ملک میں اس سزا کے حق میں جلوس نکلے اور حکومت کو محسوس ہوا۔ اگر اس نے اسکوبار کی سزا پر عملدرآمد نہ کیا تو عوام اسکوبار کے ساتھ ساتھ صدر، کابینہ کے ارکان اور بڑے حکومتی عہدیداروں کو بھی پھانسی دے دیں گے۔ چنانچہ اسکوبار کو جیل بھجوا دیا گیا۔ کولمبیا کے ججوں کی استقامت کے بعد قانون کی کتابوں میں ایماندار اور جرأت مند ججوں کے لیے ایک نئی اصطلاح متعارف ہو گئی۔ لوگ نڈر، بے باک، جرأت مند اور ایماندار ججوں کو ''کولمبین جج'' کہنے لگے۔

یہ کہانی صرف یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد عوامی نفرت اور محبت کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ کولمبیا کے لوگوں نے جرأت مند ججوں کو ملک میں ''سائن آف آنر'' بنا دیا۔ سول سوسائٹی نے فیصلہ کیا کولمبیا کی ہر تقریب میں ان باضمیر جرأت مند اور ایماندار ججوں کو ضرور مدعو کیا جائے گا اور جب یہ جج ہال میں داخل ہوں گے تو تمام لوگ کھڑے ہو کر دو منٹ تک ان کے اعزاز میں تالیاں بجائیں گے۔ ججوں کی تکریم کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ آج بھی کولمبیا میں جب کسی تقریب کا دعوت نامہ جاری ہوتا ہے تو اس پر جلی حروف میں کسی ریٹائرڈ جج کا نام لکھا ہوتا ہے اور تقریب میں اس جج کے لیے تالیاں بجائی جاتی ہیں۔ آج بھی جب یہ جج گھروں سے نکلتے ہیں تو لوگ احترام سے انہیں راستہ دیتے ہیں۔ لوگ ان کے گھروں کے سامنے پھول رکھتے ہیں اور ان کے بچوں، پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو تکریم دیتے ہیں۔ دکاندار ان سے منافع نہیں لیتے۔ کولمبیا کے تمام تعلیمی ادارے ان ججوں کو دعوت دیتے ہیں اور انہیں رول ماڈل بنا کر اپنے طالب علموں کے سامنے پیش کرتے ہیں، کولمبیا کی سول سوسائٹی ہر سال 99 قتل ہو جانے والے جرأتمند ججوں کے اعزاز میں لانگ مارچ بھی کرتی ہے اور اس دن لوگ ان ججوں کے گھروں کے سامنے موم بتیاں جلاتے ہیں اور ان کی قبروں کو سلیوٹ کرتے ہیں۔ کولمبیا کے لوگوں نے جہاں اپنے باکردار ججوں کو یاد رکھا، وہاں انہوں نے بدکردار اور مفاد پرست ججوں کو بھی فراموش نہیں کیا۔ لوگوں نے ان ججوں کو نفرت اور حقارت کا نشان بنا دیا۔ لوگ ان کے گھروں کے سامنے کچرے کی ٹوکریاں الٹنے لگے، ان کے گھروں کے

سامنے ہارن بجانے لگے۔ لوگوں نے ان ججوں کے نام رکھنے بند کر دیئے اور یہ جج جس ریستوران، ٹرین کے جس ڈبے اور جس پارک میں داخل ہوتے تھے، لوگ وہاں سے واک آؤٹ کر کے جاتے تھے۔ کولمبیا کے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طالب علم ان ججوں کے بچوں سے دور بیٹھتے تھے اور ان کے ساتھ گفتگو سے پرہیز کرتے تھے اور کولمبیا کے دکانداروں نے ان ججوں کو سودا سلف دینے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا یہ جج اور ان کے خاندان کولمبیا میں حقارت اور نفرت کا استعارہ بن کر رہ گئے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ کولمبیا سے نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔ لہٰذا آج کولمبیا میں مافیا کے ہاتھوں سمجھوتہ کرنے والا کوئی جج موجود نہیں۔ وہاں کوئی ایسا جج نہیں جس نے اسکوبار کیس کے دوران صدر کی طرف سے لگائی جانے والی ایمرجنسی کی حمایت کی تھی یا پی سی او کے تحت حلف اُٹھایا تھا۔ سماجیات کے ماہرین احتجاج کے اس طریقے کو ’’کولمبین ماڈل‘‘ کہتے ہیں۔

مجھے کولمبیا کے باکردار، بے باک اور نڈر جج یاد آ رہے تھے اور میں ساتھ ساتھ تازہ ترین اخبارات بھی الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مجھے اخبارات میں چھوٹی چھوٹی خوبصورت خبریں اور تصویریں دکھائی دے رہی تھیں۔ ایک تصویر میں چند نوجوان کسی جگہ پھول رکھ رہے تھے۔ پتہ چلا پنجاب یونیورسٹی کے طالب علموں نے اولڈ کیمپس میں چودھری افتخار محمد کارنر بنا دیا ہے اور تمام طالب علم اس جگہ پر پھول رکھ رہے ہیں۔ ایک تصویر میں برادرم امیر العظیم جسٹس خواجہ شریف کے گھر کے سامنے پھولوں کا ڈھیر لگا رہے تھے۔ ایک خبر میں پتہ چلا ہمارے موجودہ وزیر اطلاعات ونشریات محمد علی درانی کی قائم کردہ جماعت پاسبان نے جسٹس رانا بھگوان داس کو دیوالی کا کیک بھجوایا۔ ایک خبر میں پتہ چلا کراچی کے نوجوانوں نے سندھ ہائی کورٹ کے نظر بند ججوں کے بچوں کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ ایک خبر میں جاوید ہاشمی نے عوام کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے بچوں کے نام پی سی او پر حلف نہ لینے والے ججوں کے نام پر رکھیں۔ ایک خبر میں پتہ چلا اسلام آباد کے ایک دکاندار نے پی سی او پر حلف لینے والے ایک صاحب کے ڈرائیور کو سودا دینے سے انکار کر دیا۔ ایک خبر سے پتہ چلا 9 نومبر کو پورے سندھ کے تاجروں نے شٹر ڈاؤن ہڑتال کی تھی اور ایک خبر سے پتا چلا گوجرانوالہ کے ایک صاحب ایس اے حمید نے ضلع ناظم کی میز پر کچرے کا شاپر الٹ دیا تھا، میں نے یہ ساری خبریں پڑھیں اور ٹیلی فون پر موجود نوجوان سے عرض کیا: ’’بیٹا دنیا کا کوئی حکم، کوئی آرڈیننس، کوئی مارشل لاء، کوئی ایمرجنسی، کوئی آئین اور کوئی قانون انسان کو محبت اور نفرت سے نہیں روک سکتا، آپ لوگوں کی زبان پر پابندی لگا سکتے ہیں لیکن آپ کسی کی نظروں کو نہیں باندھ سکتے اور آپ دعاؤں اور بددعاؤں کو پابند نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ہم سب کو محبت اور نفرت کا حق استعمال کرنا چاہئے۔‘‘ نوجوان نے ’’تھینک یو‘‘ کہا اور فون بند کر دیا۔

(بشکریہ روزنامہ ’’ایکسپریس‘‘)

اظہار خیال

ہو جائے ملائم تو......

ابوکلیم نبی محسن

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا گلوبل ولیج بن گئی ہے۔ سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے فاصلے بہت حد تک کم ہو گئے ہیں۔ اس عالمی گاؤں پر جو تہذیب سوار ہے وہ خداناشناس ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر اسی تہذیب کا نظام ہے جو یہودیوں کی مکار وعیار ذہنیت کی اختراع ہے۔ اس خدا بےزار تہذیب کے اجتماعی گوشے سود، فحاشی وعریانی اور سیکولر جمہوریت پر مبنی ہیں۔ یہ دجالی تہذیب جن ستونوں پر کھڑی ہے وہ سیکولرازم لبرل ازم اور کنزیومرازم ہیں۔ سیکولرازم یا لادینیت اجتماعی گوشے میں مذہب کے کردار کی منکر ہے۔ جب یہ گمراہ کن نظریہ مسلمانوں کے ہاں آیا تو اِس کی وجہ سے اسلام سکڑ کر صرف انفرادی زندگی تک محدود ہو گیا۔

اسلام ایک دین ہے۔ یہ صرف عقائد، عبادات اور تصوف کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ضابطۂ حیات ہے جو کہ تمدنی ارتقاء کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کے حل کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ یہی دین فطرت ہے، جس میں قیامت تک کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ بدقسمتی سے کرۂ ارض پر تہذیبوں کا جو تصادم شروع ہے، اس تصادم میں اعدائے اسلام نے بھرپور کوشش کی ہے کہ اسلامی نظام کہیں سر نہ اٹھانے پائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام کا صرف نام رہ گیا، زندہ دنیا کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ہم اہل اسلام غلام قوم بن گئے اور اپنا تشخص کھو بیٹھے۔ اب ہم غلاموں کی طرح دوسروں کی تہذیب کے تحت پھلتے پھولتے ہیں۔ اپنے پرائے سب اس ابلیسی تہذیب کے اسیر بن گئے۔

تہذیب حاضر کی ظاہری چمک لوگوں کو اپنی طرف ضرور کھینچتی ہے، مگر کبھی بھی انسانیت کے گوشۂ تاریک میں روشنی نہیں لا سکتی، کیونکہ اس کا اندرون تاریک تر ہے۔ اس بیمار تہذیب نے انسانیت کو سوائے دکھوں، آلام، فکری انتشار اور بےچینی کے اور کچھ نہیں دیا۔ آج ہر انسان ذہنی وقلبی کوفت میں مبتلا ہے، اس کی اصل وجہ آسمانی ہدایت سے دوری ہے۔ اسلام نظام کی شکل میں کہیں قائم نہیں ہے کہ لوگ اس خدائی نظام سے مستفید ہو سکیں۔

ہمارے معاشرے کے ذہین وفطین افراد بھی اس نظام باطل سے متاثر ہو رہے ہیں۔ آج اسلام کے دشمن نہیں بلکہ یہی کلمہ گو، روشن خیال کہلانے والے سیکولر لوگ اسلام کی جڑیں کھود رہے ہیں، وہ قرآن وحدیث کی ایسی تعبیرات کرتے ہیں جن سے ان کے مغربی آقا خوش ہوں۔ ان نام نہاد مسلمانوں نے اسمبلی سے ’’حقوق نسواں‘‘ بل پاس کروا کر درحقیقت ان مغربی فلسفوں پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ انسان کوئی خاص مخلوق نہیں، لہٰذا اسے حیوان کی نظر سے دیکھا اور پرکھا جائے۔ جذبۂ شہوت آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اس پر مذہبی پابندیاں ختم کر دی جائیں۔

ہمارے ارباب اختیار نے ’’آقاؤں‘‘ کو خوش کرنے کے لئے عورت کو شمع محفل بنا دیا۔ عورت کی عزت کو تار تار کرنے کے لئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ یہی عورت جب چھوٹی بچی ہوتی ہے، والدین بھائی بہن اس کو گود میں لے کر پھرتے ہیں۔ پھر یہی بہن دلہن بن جاتی ہے، اور آخر میں ساس اور نانی کے رتبے کو پہنچتی ہے۔ اسلام زندگی کے ہر مرحلے میں عورت کو اس کا جائز مقام عطا کرتا ہے۔ جبکہ مغربی عورت پچیس تیس برس کے بعد مارے مارے پھرتی ہے۔ اور بالآخر اولڈ پیپلز ہاؤس کی زینت بن جاتی ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ارباب اختیار بھی عورت کو گھروں سے نکال کر سڑکوں پر لانا چاہتے ہیں۔ معاشرے میں اباحیت اور جنسی بے راہ روی کو عام کرنا ان کا مشن ہے۔

اے ارباب اقتدار! عورت چھپانے کے لائق ہے مگر تم اسے عریاں کر رہے ہو۔ امر ربانی تو یہ ہے کہ اگر تم عورتوں سے کچھ مانگو ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو جبکہ آپ لوگوں نے میراتھن ریس کرا کر لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ساتھ نیکروں میں سڑکوں پر دوڑایا۔ یہ قہر خداوندی کو دعوت دینا نہیں تو اور کیا ہے۔

الیکٹرانک میڈیا پر عورت کو نیم برہنہ کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ اخبارات، جرائد ورسائل فحاشی اور بے ہودہ تصاویر سے بھرے ہوئے ہیں۔ این جی اوز بھی بے حیائی کے فروغ میں لگی ہوئی ہیں۔ وہ مختلف پروگراموں اور منصوبوں کے ذریعے ہماری نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال ہو رہا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ یہی تا کہ ہمارے نوجوان نسل کو مغرب زدہ اور دین ومذہب سے بےزار کر دیا جائے۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے ادھر پھیر

یہ تمام مصائب ومسائل جس تہذیب کے کوکھ سے جنم لے رہے ہیں یہ خدا بیزار مغربی تہذیب ہے۔ تمام محبان وطن کو سوچنا چاہیے کہ اسلام مکمل نظام حیات ہے۔ اس میں تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ اللہ کے لئے اسلام کو ایک نظام کی شکل میں قائم کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لیں تا کہ قیامت کے دن اللہ کے حضور سرخرو ہو سکیں اور دنیا کی ذلت ورسوائی سے بھی نجات ملے۔

امیر تنظیم اسلامی کا تنظیم اسلامی شاہ فیصل / ملیر (کراچی) کا دورہ

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے 25 اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء تنظیم اسلامی شاہ فیصل / ملیر کا دورہ فرمایا۔ آپ کے ہمراہ ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی اور امیر حلقہ سندھ زیریں محمد نسیم الدین بھی تھے۔ امیر محترم کی آمد پر مقامی تنظیم کے امیر جناب اعجاز لطیف نے اپنے رفقاء کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد باقاعدہ پروگرام کا آغاز ہوا۔ جناب اعجاز لطیف نے تعارفی کلمات میں بتایا کہ یہ نشست امیر محترم سے احباب کے سوال و جواب کے لئے منعقد کی گئی ہے۔

امیر محترم نے اپنی گفتگو کا آغاز سورۃ العصر سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ انسان کا اصل مسئلہ آخرت کی فوز و فلاح اور کامیابی ہے۔ یہ دنیاوی زندگی صرف امتحان و آزمائش کے لئے ہے۔ سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے آخرت کی کامیابی کے لئے جو چار شرائط بیان فرمائی ہیں وہ لازمی و ناگزیر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی فرار ممکن نہیں ہے۔ دنیا صرف دھوکے کا سامان ہے۔ قرآن کے مطابق حقیقت میں کامیاب وہ شخص ہے جو روزِ قیامت آتش جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا۔ آپ نے دورۂ ترجمۂ قرآن کے شرکاء سے کہا کہ آپ پر دینی فرائض کا جامع تصور واضح ہو چکا ہے، تنظیم اسلامی ان فرائض کی ادائیگی کے لئے افراد کی معاون ہے اور انہیں ایک پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ احباب نے محترم تنظیم کی فکر اور اس کے طریقۂ کار کے بارے میں سوالات کئے جن کے آپ نے سیر حاصل جوابات دیئے۔ دعا پر اس محفل کا اختتام ہوا۔ آخر میں مہمانانِ گرامی کو عشائیہ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی قبول فرمائے اور ہمیں استقامت نصیب فرمائے (آمین)

(مرتب: سید محمد سلیمان)

تنظیم اسلامی پشاور کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ قرآن مع تراویح

تنظیم اسلامی پشاور کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ قرآن کا آغاز حلیم ٹاور میں یکم رمضان المبارک کی شب ہوا اور 25 رمضان المبارک کو یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں چار چار رکعات میں پڑھے جانے والے قرآنی حصے کا پہلے مختصر ترجمہ و تشریح ہوتی تھی اور یہ روزانہ پانچ نشستوں اور تقریباً چار گھنٹوں کے دورانیے پر مشتمل ہوتا تھا۔

ترجمۂ قرآن کی ذمہ داری محترم شفاء اللہ نے نبھائی۔ انہوں نے بہت سلیس انداز میں پیغام قرآنی کو واضح کیا۔ قاری محمد یٰسین جو درجنوں قراء کے استاد ہیں اور رمضان میں پانچ گھنٹے دورۂ تجوید پڑھانے کے ساتھ تراویح پڑھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ جناب شفاء اللہ، قاری صاحب اور سب شرکاء پروگرام کی سعی کو قبول فرمائے۔

پروگرام کے آخر میں دورۂ ترجمہ قرآن کے شرکاء کے تاثرات معلوم کئے گئے جو درج ذیل ہیں۔

☆ ایسے پروگراموں کے ذریعے افراد امت کو اصل مقصدِ زندگی کی طرف لایا جا رہا ہے۔ (وسیم بشیر)

☆ ہم نے زندگی میں پہلی مرتبہ قرآن حکیم کو سمجھ کر تراویح میں سنا۔ (خورشید احمد)

☆ تراویح مع ترجمۂ قرآن دل کی سیاہی کو دھونے کا ذریعہ ہے۔ (ڈاکٹر مہتاب زرین)

☆ محترم شفاء اللہ نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اب ہمارا کام یہ ہے اُن کی دعوت پر لبیک کہیں۔ (انعام الحق)

ہم بانی تنظیم اسلامی و صدر مؤسس انجمن خدام القرآن کے ممنون ہیں جنہوں نے تفہیم قرآن کے لیے اس سلسلہ کا آغاز کیا۔ اللہ ان کو اس صدقۂ جاریہ کا اجر عظیم دے۔ (رپورٹ: محمد ابراہیم)

حلقہ وسطی پنجاب میں عید ملن پارٹی

امیر حلقہ وسطی پنجاب جناب انجینئر مختار حسین فاروقی نے 28 اکتوبر 2007ء بروز اتوار جھنگ کے رفقاء کے اعزاز میں مقامی ہائی سکول میں ایک عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا۔

رفقاء اور احباب نماز عصر کے بعد سکول میں پہنچ گئے۔ امیر حلقہ نے اپنے مختصر خطاب میں حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ اور واضح کیا کہ اس محفل کے انعقاد کا مقصد رفقائے تنظیم اسلامی کے سامنے نظم کی اہمیت اجاگر کرنا اور احباب کو تنظیم اسلامی کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کرنا اور تنظیم اسلامی میں شمولیت کی دعوت دینا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہم لوگ بحیثیت امت اپنے نصب العین سے ہٹ چکے ہیں، اس لئے رسوائی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ آج کے اس پُرفتن دور میں تنظیم اسلامی کا پلیٹ فارم آپ کو صحیح خطوط پر دینی جدوجہد کرنے کا ماحول مہیا کرتا ہے۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی اجتماعیت میں شمولیت اختیار کرے، کیونکہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (اللہ کی تائید جماعت کے ساتھ ہے)۔ آپ نے اپنے خطاب میں یہ بھی واضح کیا کہ ہم ابھی جہاد باللسان کے مرحلے میں ہیں، جب اقدام کا مرحلہ آئے گا تو اللہ کی توفیق کے سہارے ہمارے ساتھی تب بھی کمزوری نہیں دکھائیں گے۔ آپ نے احباب سے اپیل کی کہ آپ پہلے ہی تنظیم اسلامی کے قریب ہیں، لہٰذا اب باقاعدہ تنظیم میں شامل ہوں، تاکہ ملک میں نظام خلافت کے قیام کی جدوجہد تیز تر ہو، اور غلبۂ دین کے ذریعے قوم کو طاغوتی ظالمانہ نظام سے نجات مل سکے۔

نماز مغرب باجماعت ادا کرنے کے بعد رفقاء اور احباب ایک نئے جذبے کے ساتھ رخصت ہوئے۔ (رپورٹ: رانا صبغت اللہ)

کراچی: دورۂ ترجمہ قرآن کے شرکاء کے ساتھ ایک خصوصی نشست

اس سال بھی دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام نوبل پوائنٹ میرج ہال میں ہوا۔ البتہ اس بار یہ پروگرام تنظیم اسلامی نارتھ کراچی اور تنظیم اسلامی نارتھ ناظم آباد کے زیر اہتمام مشترکہ طور پر منعقد ہوا۔ مترجم کے فرائض انجینئر نوید احمد نے انجام دیئے۔ اس پروگرام میں خواتین و حضرات نے بھرپور شرکت کی۔

انجینئر نوید احمد نے افتتاحی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیوی مسائل کی اہمیت اپنی جگہ سہی، لیکن انسان کا اصل مسئلہ آخرت میں کامیابی ہے۔ دنیا کے مسائل عارضی ہیں، ختم ہو جائیں گے لیکن آخرت کی زندگی چونکہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، لہٰذا اصل مسئلہ آخرت کی کامیابی یا خدانخواستہ ناکامی کا ہے۔ مجھے ان کی اس بات پر وہ شعر یاد آیا کہ

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

سورۃ الصف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی توجہ اس تجارت کی طرف دلائی ہے جو آخرت میں عذاب الیم سے چھٹکارا دلانے والی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ''مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔ (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں، داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (الصف: 10 تا 12)

الحمدللہ کہ ہمیں موروثی طور پر ایمان کی نعمت حاصل ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا فرمایا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ ایمان کا لازمی تقاضا جہاد ہے

جس کی ابتدا اپنے نفس کے خلاف جدوجہد سے ہوتی ہے اور پھر یہ معاشرے میں شیطانی قوتوں کے خلاف جہاد سے ہوتا ہوا بالآخر اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد تک پہنچتا ہے۔ جس میں قتال فی سبیل اللہ کی نوبت بھی آسکتی ہے۔ نفس کے خلاف جہاد تو ہمیں خود کرنا ہے۔ معاشرے میں شیطانی قوتوں کی کارفرمائیوں کے خلاف جہاد کا ذریعہ دعوت وتبلیغ ہے اور یہ دونوں مراحل انفرادی طور پر کسی نہ کسی حد تک طے کئے جاسکتے ہیں، البتہ دین کی سربلندی یعنی اقامت دین کے لیے جو جدوجہد کی جاتی ہے اس کے لیے جماعت ناگزیر ہے۔ اس گفتگو کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

تنظیم اسلامی سندھ زیریں میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام

تنظیم اسلامی ہر سال رمضان المبارک میں نماز تراویح کے دوران قرآن مجید کے ترجمہ کا اہتمام کرتی ہے جس کے نتیجہ میں شرکائے پروگرام کے سامنے دینی حقائق واضح ہوکر سامنے آتے ہیں اور ان کی زندگیوں میں نمایاں تبدیلیاں آتی ہیں اور پھر بہت سے احباب تبلیغ دین اور دین کی سربلندی کی جدوجہد کے لیے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ اس کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

حسب معمول اس سال بھی حلقہ سندھ زیریں میں دورۂ ترجمۂ قرآن کے اور خلاصۂ قرآن پر مبنی 17 پروگرام منعقد ہوئے جن میں لوگوں نے بھرپور شرکت کی۔ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی تنظیم اسلامی گلستان جوہر میں ہونے والے پروگرام کی جاری ریکارڈنگ الرحمٰن چینل کے ذریعہ کراچی کے 60 فیصد علاقوں میں دکھائی گئی۔ نیکی میں اس تعاون پر اللہ تعالیٰ الرحمٰن چینل والوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)۔ اس ماہ مبارک میں ان پروگراموں میں شرکت کے نتیجے میں اب تک 106 افراد تنظیم میں شمولیت اختیار کرچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے اور اس راہ میں استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)
مختلف مراکز میں شریک خواتین وحضرات کی تعداد درج ذیل رہی۔

- ☆ تنظیم اسلامی نارتھ کراچی کے زیر اہتمام پروگرام جامع مسجد شادمان ٹاؤن میں ہوا۔ اس میں روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 150 حضرات رہی۔ مقرر کے فرائض نوید مزمل نے سرانجام دیئے۔
- ☆ تناظیم نارتھ کراچی اور نارتھ ناظم آباد کے اہتمام نوبل پوائنٹ شادی ہال میں پروگرام ہوا۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 450 خواتین اور 800 حضرات رہی۔ مترجم کے فرائض انجینئر نوید احمد نے سرانجام دیئے۔
- ☆ تنظیم اسلامی وسطی کراچی کے زیر اہتمام پروگرام قرآن اکیڈمی، یاسین آباد میں ہوا۔ روزانہ کی اوسط حاضری 20 خواتین اور 35 حضرات رہی۔ مترجم کے فرائض اعجاز لطیف/افتخار عالم خان اور سید اشفاق حسین نے سرانجام دیئے
- ☆ تنظیم اسلامی گلشن اقبال کے زیر اہتمام فاران کلب میں پروگرام ہوا۔ اوسط حاضری تقریباً 60 خواتین اور 200 حضرات رہی۔ مترجم کے فرائض سید نعمان اختر نے انجام دیئے۔
- ☆ تنظیم اسلامی گلشن اقبال کے زیر اہتمام پروگرام قرآن مرکز گلزار ہجری میں ہوا۔ اوسط حاضری تقریباً 40 خواتین اور 40 حضرات رہی۔ خلاصہ بیان کرنے کی سعادت سید سلیم الدین نے حاصل کی۔
- ☆ تنظیم اسلامی گلستان جوہر کے زیر اہتمام ہل ٹاپ لان میں پروگرام ہوا، جہاں شرکاء کی اوسط حاضری تقریباً 400 خواتین اور 800 حضرات رہی۔ مترجم کے فرائض عامر خان نے سرانجام دیئے۔
- ☆ تنظیم اسلامی گلستان کے زیر اہتمام پروگرام سالکین بسیرا میں ہوا، جہاں شرکاء کی اوسط حاضری تقریباً 15 خواتین اور 15 حضرات رہی۔ خلاصۂ قرآنِ کریم کی سعادت سید ایاز محمود نے حاصل کی۔
- ☆ تنظیم اسلامی سوسائٹی کے زیر اہتمام گلستان انیس کلب میں پروگرام ہوا۔ مترجم کے فرائض مفتی طاہر عبداللہ صدیقی نے سرانجام دیئے۔ یہاں اوسط حاضری تقریباً 650 خواتین اور 800 حضرات رہی۔
- ☆ تنظیم اسلامی سوسائٹی کے زیر اہتمام پروگرام پی آئی بی لان میں ہوا۔ خلاصۂ قرآن کریم بیان کرنے کی سعادت فیصل منظور نے حاصل کی۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 45 خواتین اور 35 حضرات رہی۔
- ☆ تنظیم اسلامی شاہ فیصل، ملیر کے زیر اہتمام خالد مصطفیٰ حال میں پروگرام ہوا۔ مترجم کے فرائض افتخار عالم خان اور اعجاز لطیف نے سرانجام دیئے۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 120 خواتین اور 200 حضرات رہی۔
- ☆ تنظیم اسلامی لانڈھی کے زیر اہتمام قرآن مرکز لانڈھی میں پروگرام ہوا۔ مترجم کے فرائض محمد عثمان کاظمی نے سرانجام دیئے۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 10 خواتین اور 30 حضرات رہی۔
- ☆ تنظیم اسلامی کورنگی کے زیر اہتمام پروگرام قرآن مرکز کورنگی میں ہوا۔ مترجم کے فرائض محمد نعمان نے سرانجام دیئے۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 100 خواتین اور 50 حضرات رہی۔
- ☆ تنظیم اسلامی جنوبی کے زیر اہتمام مسجد جامع القرآن ڈیفنس میں پروگرام ہوا۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 300 خواتین اور 1200 حضرات رہی۔ مترجم کے فرائض شجاع الدین شیخ نے سرانجام دیئے۔ یہاں 30 روزہ پروگرام ''رمضان اور ہم'' کی اوسط حاضری 70 افراد رہی۔ سوال و جواب کی روزانہ نشستیں منعقد کی گئیں۔ اس مسجد میں 200 افراد نے اعتکاف کی سعادت حاصل کی اور بانیٔ تنظیم اسلامی کے دو خطابات جمعہ ہوئے اور ستائیسویں شب کے شرکاء سے بھی آپ نے خطاب کیا۔
- ☆ تنظیم اسلامی جنوبی کے زیر اہتمام پروگرام ڈیفنس سینٹر میں ہوا۔ خلاصۂ قرآن کی سعادت ڈاکٹر محمد الیاس نے حاصل کی۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 100 خواتین اور 150 حضرات رہی۔
- ☆ اسرہ اورنگی ٹاؤن کے زیر اہتمام اورنگی ٹاؤن میں پروگرام ہوا۔ خلاصہ بیان کرنے کی ذمہ داری حافظ عمر انوار، عبدالعظیم قریشی نے سرانجام دی۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 25 خواتین اور 30 حضرات رہی۔
- ☆ تنظیم اسلامی اولڈسٹی کے زیر اہتمام ہالان میں پروگرام ہوا۔ خلاصہ بیان کرنے کی سعادت معزالدین تیمور نے حاصل کی۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 50 خواتین اور 100 حضرات رہی۔
- ☆ دفتر تنظیم اسلامی، حیدرآباد میں بھی دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام ہوا۔ یہاں مترجم کے فرائض شفیع محمد لاکھو اور دیگر نے سرانجام دیئے۔ اس پروگرام میں اوسطاً 10 خواتین اور 25 حضرات شریک ہوئے۔

ان پروگراموں کے لیے چیف کوآرڈینیٹر کی ذمہ داری جناب عبدالرزاق کوڈاوی کو سونپی گئی تھی اور ہر مرکز پر کوآرڈینیٹر اور ناظم مکتبہ کے فرائض مختلف رفقاء کو تفویض کئے گئے تھے۔ پروگراموں کی تشہیر کے لیے 1,15,000 ہینڈ بلز، 960 بینرز، 1740 پول ہینگرز اور 2100 پول کارڈز تیار کروائے گئے۔ اس کے علاوہ کراچی میں 4 اور حیدرآباد میں 2 اخباری اشتہارات بھی شائع کروائے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان پروگراموں کے منتظمین اور شرکاء کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

ماہ رمضان المبارک کے دوران اسرہ ساہیوال کی دعوتی سرگرمیاں

اس سال رمضان المبارک کے دوران نقیب اسرہ ساہیوال عبداللہ سلیم نے 35 کے قریب دروس قرآن دیئے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سلسلہ وار مستقل دروسِ قرآن:

☆ پیر سید طمطراق کی رہائش گاہ پر ہر جمعرات کو بعد از نماز عصر درس قرآن ہوتا رہا۔

☆ 2 رمضان المبارک کو مسجد العزیز عقب ٹی وی بوسٹر میں استقبالِ رمضان کے حوالے سے خطاب ہوا جس میں شرکاء کی حاضری 40 کے قریب تھی۔

☆ 16 رمضان المبارک کو نقیب اسرہ عبداللہ سلیم کی رہائش گاہ پر درس قرآن ہوا۔ یہاں افطار ڈنر کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ شرکاء (خواتین حضرات) کی حاضری تقریباً دو سو تھی۔

☆ 23 رمضان المبارک کو میاں محمد یونس کی رہائش گاہ پر لیلۃ القدر کے موضوع پر خطاب ہوا۔ شرکاء کی تعداد 150 کے قریب تھی۔

☆ 25 رمضان المبارک کو فوڈ ویلی ریسٹورنٹ اوکاڑہ میں درس قرآن ہوا، جس میں 200 افراد نے شرکت کی۔ بعد ازاں شرکاء کو افطار ڈنر دیا گیا۔

رمضان کے مستقل پروگرام برائے خواتین

☆ ہر اتوار کی صبح نقیب اسرہ کا خطاب چودھری جمیل کی رہائش گاہ پر ہوتا رہا۔ خواتین کی اوسط حاضری 110 ہوتی تھیں۔

☆ ہفتہ میں دو خطاب بروز سوموار اور منگل جناب سہیل اصغر کی رہائش گاہ پر ہوتے رہے۔

رمضان کے خاص دروسِ قرآن

رمضان المبارک میں بعض احباب نے اپنے گھروں میں اپنے اعزہ واقارب اور احباب کو بلا کر دروسِ قرآن کا اہتمام کروایا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ نقیب اسرہ کے چھوٹے بھائی جناب عبداللہ نعیم کی رہائش گاہ پر درس قرآن ہوا۔ 200 کے قریب خواتین وحضرات نے شرکت کی۔

☆ یو بی ایل کے ایک سینئر آفیسر کے ہاں درس قرآن کا پروگرام ہوا جس میں بڑی تعداد میں خواتین وحضرات نے شرکت کی۔

☆ جناب افتخار شاہ کی رہائش گاہ پر درس قرآن کا پروگرام ہوا، جس میں 60 قریب کے خواتین وحضرات نے شرکت کی۔

☆ ٹھیکیدار یونس کے ہاں ایک بھرپور پروگرام ہوا، جس میں تقریباً 45 حضرات نے شرکت کی۔

ختم قرآن کی تقریبات سے خطاب

☆ اس نوع کا پہلا خطاب 23 رمضان المبارک کو حافظ عامر مسعود کی رہائشی کالونی الحافظ ٹاؤن میں ختم قرآن کے موقع پر ہوا۔ اس میں تقریباً 100 افراد شریک ہوئے۔

☆ 25 ویں شب جناب شیخ طاہر کی رہائش گاہ پر ختم قرآن کی تقریب سے نقیب اسرہ نے خطاب کیا اور دعا کروائی۔ الحمدللہ، اس خطاب کے ذریعے ساہیوال غلہ منڈی کے تاجروں کی کثیر تعداد کو دعوت دین پہنچانے کا ایک بھرپور موقع میسر آیا۔

☆ 26 ویں شب جناب رانا خالد عزیز (مرحوم) کی رہائش گاہ پر ختم قرآن کی محفل سے خطاب اور دعا کا موقع ملا۔ حاضری 25 افراد تھی۔

☆ 27 ویں شب کا پہلا پروگرام مسجد قدس اہل حدیث فرید ٹاؤن (ساہیوال) میں خطاب اور دُعا کا تھا۔ اس پروگرام میں تقریباً 200 خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ دوسرا پروگرام جناب میاں محمد یونس کی رہائش گاہ پر ہوا، جس میں 150 کے قریب خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ شرکاء میں بڑی تعداد وکلاء اور سینئر ڈاکٹرز پر مشتمل تھی۔

☆ 28 ویں شب جناب محمد لطیف کے رہائش گاہ پر ختم قرآن ہوا۔ اس موقع پر 45 منٹ پر مشتمل خطاب ہوا۔ پروگرام میں 80 کے قریب خواتین وحضرات شریک ہوئے۔

☆ ختم قرآن کا آخری پروگرام 29 ویں شب نقیب اسرہ جناب عبداللہ سلیم کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا، جہاں حافظ معاذ عبداللہ اور سعد عبداللہ نے قرآن مجید سنایا۔ یہاں بھی مختصر خطاب ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہماری اور حقیر کاوشوں اور دعاؤں کو قبول فرمائے، ہمارے علم وعمل میں اضافہ کرے اور غلبۂ دین کے لئے انقلابی فکر کو عام کرے، تاکہ اقامت دین کی جدوجہد کی راہ ہموار ہو سکے۔ وما توفیقی الا باللہ (مرتب: محمد حارث)

نقد و نظر

حکومتی کارکردگی کے اشتہارات

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

حکومت پنجاب کی طرف سے کروڑوں روپے کے اشتہارات روزانہ اخبارات میں شائع کرائے گئے ہیں جن میں حکومت کی کارکردگی کو اجاگر کیا جاتا رہا۔ اشتہارات پر خرچ ہونے والی یہ خطیر رقم عوام کی خون پسینے کی کمائی سے اکٹھی کی گئی ہے۔ دراصل غلط اعداد وشمار کے ذریعے یہ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں پہنچائی جا رہی ہیں مگر اصل صورت حال یہ ہے کہ مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ دواؤں کی قیمتیں مریضوں کی قوت خرید سے باہر ہیں۔ جرائم بڑوں کی سرپرستی میں ہو رہے ہیں۔ کرپشن زوروں پر ہے۔ تعلیم اس قدر مہنگی کر دی گئی ہے کہ گزیٹڈ آفیسر بھی اپنی تنخواہ میں ایک بچے کو تعلیم نہیں دلوا سکتے۔ بے روزگاری کی وجہ سے گداگری میں اضافہ ہو رہا ہے اور ڈاکے روزانہ کا معمول بن گئے۔ ان حالات میں کروڑوں روپے کے اشتہارات شائع کرا کر دنیا کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ حکومت فلاح و بہبود کے بہت کام کر رہی ہے، حالانکہ ان اشتہارات کا فائدہ صرف اخبارات کو ہو رہا ہے جنہیں حکومت سے لمبی رقمیں ان کی مد میں مل رہی ہیں۔ حقیقت بین نگاہ سے دیکھا جائے تو کسی کو اپنی کارکردگی کا اشتہار دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی بلکہ کارکردگی سب کو خود ہی نظر آ جاتی ہے۔ جب سورج چمک رہا ہو تو ہر کسی کو دکھائی دیتا ہے، اُس کے اعلان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ عالمگیر سچائی ہے کہ ''نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی''۔ حکومت کی چھتری میں جب لوگ سکھ کا سانس لیں گے تو پروپیگنڈے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اشتہارات کی صورت میں اڑایا جانے والا پیسہ اگر عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جاتا تو لوگوں کو کچھ ریلیف ملتا۔ اس قدر اشتہارات سے تو ہر شخص سمجھ رہا ہے کہ یہ صرف نمائش ہے۔ مثل مشہور ہے ''تھوتھا چنا باجے گھنا''۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی نارتھ کراچی کے رفیق محمد عظیم روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو گئے۔

☆ تنظیم اسلامی گلستان جوہر کے رفیق محمد افتخار جمیل کے صاحبزادے علیل ہیں۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے

بہترین زادراہ تقویٰ ہے!

رشید عمر

باری تعالیٰ نے روزے کی غرض و غایت تقویٰ کا حصول بتایا ہے۔ انسانی زندگی میں تقویٰ کی کیا اہمیت ہے؟ مہینہ بھر کی بھوک پیاس اور نماز و قیام کی ریاضت کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ کیا یہ اسلام میں داخلے کے بعد حاصل ہونے والی شے ہے یا اس کا ظہور ایمان و عمل صالح کے میدان میں داخل ہونے سے پہلے انسانی شخصیت میں ہوتا ہے؟ اس کے اجزاء کیا ہیں؟ جن کی نشوونما ایک انسان کو ہدایت یافتہ انسان بناتی ہے؟ یہ اور کچھ اس طرح کے مزید سوالات ہوسکتے ہیں جن کا سمجھنا اس وقت مطلوب ہے۔

لغت میں تقویٰ وقی یقی سے مصدر ہے جس کے معانی بچنے کے ہیں۔ اسی سے لفظ متقی (مزید فیہ) اسم فاعل کی شکل ہے، جس کے معانی ہیں بچنے والا۔ ہم اس کا معانی پرہیزگار بھی کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ فعل امر (جمع) کی شکل میں 69 بار استعمال ہوا ہے۔ متقون 6 بار اور متقین 43 بار جبکہ لفظ ''تقویٰ'' مصدر کی شکل میں 15 بار آیا ہے۔ اس مادہ سے اس لفظ کی دوسری مختلف شکلیں کل ملا کر سینکڑوں کی تعداد میں پہنچ جاتی ہیں۔ قرآن مجید میں اس لفظ کے مختلف مقامات پر استعمال پر غور کریں تو جو معانی سمجھ آتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ ایمان بالغیب رکھنے والے، رسالت پر ایمان رکھنے والے، آخرت کو ماننے والے، نماز قائم کرنے والے، اللہ کے دیئے رزق سے خرچ کرنے والے، عفو و درگزر کرنے والے، اپنی خطاؤں پر توبہ استغفار کرنے والے، ترکہ کی امانت کو صحیح ادا کرنے والے، مطلقہ عورتوں کے حقوق معروف طریق سے ادا کرنے والے، عہد کو پورا کرنے والے، اسلام دشمن قوتوں کے سامنے استقامت دکھانے والے، اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے والے، سرکشی اور فساد سے بچنے والے وغیرہ۔

قرآن مجید میں تقویٰ کے مضامین پر غور کریں تو سورۃ البقرہ کی آیت 177 کے مضامین میں ان سب کا خلاصہ سامنے آجاتا ہے۔

''نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخرت اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راستباز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔''

سورہ آل عمران میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہوئے اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔''

پوری زندگی میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حج فرض عبادات کی جامع عبادت ہے جس کے مناسک کی ادائیگی کے لیے انسان کو طویل سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ دور و نزدیک کے علاقوں سے مناسک حج کے مقامات پر پہنچ کر مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں۔ اس سفر کے آداب میں فرمایا۔

﴿وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ (البقرہ 197)

''اور زادراہ (یعنی راستے کا خرچ) ساتھ لے جاؤ اور سب سے بہتر زادراہ پرہیزگاری ہے۔''

یہی تقویٰ جو سفر حج کا لازمی توشہ ہے، زندگی کے سفر میں بھی درکار ہے۔ اس کے بغیر سفر زندگی بے کار ہے۔

﴿اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا﴾ (المائدہ 93)

''جب تقویٰ اختیار کیا ایمان لائے اور عمل نیک کیے۔ پھر تقویٰ اختیار کیا اور یقین کیا۔ پھر تقویٰ اختیار کیا اور احسان کیا۔''

یعنی انہوں نے جب تقویٰ سے کام لیتے ہوئے ایمان حاصل کیا اور عمل صالح کیے اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے یقین حاصل کیا اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے احسان کی منزل سر کی، اللہ کی نظر میں وہ گناہوں سے پاک ہوگئے۔

اس آیت مبارکہ کے مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رضائے الٰہی کی طرف ہر قدم پر قوت محرکہ تقویٰ سے فراہم ہوتی ہے۔ اسی طرح سورۃ البقرہ کی دوسری آیت مبارکہ میں قرآن مجید کے متعلق فرمایا کہ یہ ھدی للمتقین ہے۔ متقی کے معانی اللہ سے ڈرنے والا، پرہیزگار انسان کیا جائے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ کتاب صرف ایک خاص گروہ کے لیے، جو پہلے ہی پرہیزگار اور اللہ سے ڈرنے والا ہے، کے لئے ہدایت ہے، بقیہ انسانوں کے لیے نہیں، جبکہ اسے ھدی للناس بھی کہا گیا ہے۔ یہ سوال انتہائی احسن طریق سے حل ہوجاتا ہے، جب تقویٰ کے اجزائے ترکیبی پر غور کریں۔

ہم نے آیات قرآنیہ کی روشنی میں ایمان لانے کے بعد متقی انسان کے اوصاف اور اس کی سیرت کا نقشہ بیان کیا ہے۔ اس سیرت کے پیدا کرنے میں جن عوامل کا عمل دخل ہوتا ہے اُن کے ضمن میں سورۂ لقمان کا دوسرا رکوع ہمیں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یعنی یہ عوامل ہیں:

1۔ ایمان باللہ 2۔ اللہ اور والدین کا شکر بجالانا 3۔ آخرت کے حساب سے خبردار رہنا 4۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ادائیگی 5۔ مصیبت میں صبر سے کام لینا 6۔ اپنی حیثیت عرفی کا ادراک رکھنا یا سادہ الفاظ میں انسان کا اپنی اوقات میں رہنا

اگر ان عوامل کو پھول تصور کرلیں تو ہر پھول کے پیچھے ایک ڈنڈی ہے۔ ایمان باللہ کا پھول اعلیٰ سے اعلیٰ کی جستجو اور اس کو پانے کی فطری صلاحیت کی ڈنڈی پر کھلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ، والدین یا کسی بھی محسن کا شکریہ ادا کرنے کا عمل انسان کے اندر فطری جذبۂ احسان مندی کی ڈنڈی پر کھلتا ہے۔ محاسبۂ اخروی کا پھول آرزوئے عدل کی ڈنڈی پر کھلتا ہے۔ خیر اور شر میں تمیز کی فطری صلاحیت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ واضح کرنے میں مددگار بن جاتی ہے۔ اپنی حیثیت کا ادراک انسان کے سامنے عجز و انکساری کی اہمیت کو واضح کر دیتا ہے۔ یہ پھول اور ڈنڈیاں مل کر شجرۂ طیبہ کی شکل اختیار کرتی ہیں جن کی جڑیں انسانی وجود میں گڑی ہوئی ہیں۔ ان سب ڈنڈیوں کو جمع کر

لیس تو اُن کا مجموعہ تقویٰ بنتا ہے۔ اسی تقویٰ کے حصول کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اسی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں روزہ کی عبادت عطا فرمائی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً روزہ میں کھانے پینے کے بارے اللہ کے حکم کے مطابق رکے رہنا اور دوسری منکرات سے باز رہنا اعلیٰ ہستی کے وجود کا احساس اجاگر کرتا ہے۔ تحت الشعور سے شعور کی سطح پر اس کا احساس بیدار رہتا ہے۔ بھوک پیاس کی مشقت کو جھیلنا ایک طرف صبر کے حصول کا ذریعہ ہے جو فی نفسہٖ بہت بڑی متاع ہے اور اعلیٰ مقاصد کے حصول میں معاون اور ممد ہوتی ہے۔ دوسری طرف دن بھر کی بھوک اور پیاس کے بعد افطاری کے وقت اللہ کی نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے انسان اپنی بھوک اور پیاس مٹاتا ہے تو بے اختیار الحمدللہ کے الفاظ میں جذبۂ تشکر چھلکتا ہے۔ پھر یہ کہ دن بھر کی بھوک اور پیاس کی کیفیت انسانی ہمدردی کے جذبات کو جلا بخشتی ہے۔ اس کے اندر عجز اور انکساری پیدا ہوتی ہے۔ اپنے خالق و مالک کے سامنے محتاجی کا احساس نمایاں ہوتا ہے۔

معرفت کے پھول جن ڈنڈیوں پر کھلتے ہیں ان ڈنڈیوں کے مضامین پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ یہ اوصاف ہر انسان میں موجود ہوتے ہیں کم یا زیادہ۔ یہ اوصاف جب وحی الٰہی کی روشنی میں انسانی شخصیت میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو بندہ مؤمن کی شخصیت وجود میں آ جاتی ہے۔ جیسے سورۂ نور کی آیت نمبر35 میں مثال دے کر واضح فرمانے کے بعد کہا گیا نورٌ علیٰ نور یعنی پہلے سے جل اٹھنے کو تیار تیل کو وحی الٰہی نے تیلی دکھا کر جلتا ہوا روشن چراغ بنا دیا جو اب چہار سو روشنی بکھیر رہا ہے۔ اور اگر انسان غلط ماحول اور معاشرے کا شکار ہو جائے تو گمراہ ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے شرک کی طرف نکل کر یہودی، عیسائی بن جاتا ہے یا نصرانی یا پھر کوئی اور۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ بنیادی اوصاف جن کی عمل پذیری سے ایک متقی انسان وجود میں آتا ہے وہ ہر انسان میں کم یا زیادہ موجود ہوتے ہیں۔ ان اوصاف کو ظہور کے لئے راہِ راست میسر آ جائے یعنی آدمی کے سامنے قرآنی ہدایت آ جائے تو وہ پھر راہ ہدایت پر چلنے والا انسان بن جاتا ہے اور جس انسان کے اندر یہ اوصاف مسخ ہو چکے ہوتے ہیں، یعنی اس کے اندر کسی اعلیٰ ہستی کو پانے کا داعیہ نہ ہو، جذبۂ تشکر نہ رہے، خیر اور شر کی تمیز نہ ہو، جذبۂ خیر خواہی نہ ہو، اور وہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے، اس پر کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی۔ وہ داعی کی بات سننے اور سمجھنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾
(الاعراف)

''ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، اور ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ اور ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔''

چشم کشا

تجارت کا عالمی ادارہ (WTO) کسانوں کے لئے ہلاکت

اخذ و ترجمہ: سرفراز اعوان

انواع و اقسام کے نباتات و حیوانات کے لحاظ سے بھارت کا شمار چوٹی کے بارہ ممالک میں ہوتا ہے۔ یہ ملک روئے ارضی پر پائی جانے والی کل اقسام کا لگ بھگ آٹھ فیصد یعنی نباتات کی 47000 اور حیوانات کی 81000 اقسام سے مالا مال ہے۔ بھارت میں نسل در نسل موجود کاشتکاروں کا بہت بڑا جال پھیلا ہوا ہے لیکن نباتات و حیوانات سے متعلق ٹیکنالوجی (Biotechnology) نے اس خطے کے قدرتی حسن کو تباہ کر دیا ہے۔ بھارت میں سبز انقلاب کا مقصد 58 ملین ایکڑ رقبہ محفوظ بنانا تھا مگر آج 142 ملین ایکڑ قابل کاشت اراضی میں سے 120 ملین ایکڑ اراضی ناقابل کاشت ہو چکی ہے۔ بھارتی پنجاب کے 138 ترقیاتی بلاکس میں سے 84 بلاکس میں 98 فیصد زیر زمین پانی استعمال ہو رہا ہے، جبکہ اس کی انتہائی حد 80 فیصد ہے۔ کاشتکاروں پر اس کے تباہ کن اثرات مرتب ہوئے ہیں جس کی وجہ سے گزشتہ چھ برسوں میں اندھرا پردیش میں تین ہزار کسان خودکشی کر چکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسا کب اور کیسے ہوا؟ اس کے تین اہم اسباب ہیں۔

1۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کا استحصال پر مبنی کاروبار
2۔ شدید معاشی فرق و تفاوت
3۔ زرعی شعبہ کے استحصال کے خلاف مزاحمت کا نہ ہونا۔

1998ء میں ورلڈ بنک نے بھارت کو بیجوں کا کاروبار monsante جیسی کارپوریٹ ملٹی نیشنلز کے لئے عام کرنے پر مجبور کیا جس سے اس خودکفیل زرعی نظام کی جگہ جو ہزاروں سال سے بخوبی چل رہا تھا، Non-renewable G.M فصلوں نے لے لی جنہیں کاشت کرنے کے لئے ہر دفعہ نیا بیج خریدنا پڑتا اور ان پر پانی بھی زیادہ خرچ ہوتا۔

گزشتہ سال بھارتی حکومت نے monsanto کو بھارت میں بیجوں کی فروخت سے حاصل ہونے والی رائلٹی کم کرنے پر مجبور کیا تو اس نے اس کے خلاف بھارتی سپریم کورٹ میں اپیل کر دی۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ بھارت میں اگائی جانے والی فصلیں سستی اور باہر سے آنے والا بیج مہنگا ہے۔ جس نے کسانوں کا بھرکس نکال دیا ہے، اور اگر کوئی کمی رہ جاتی ہے تو وہ سود پر قرض لینے سے پوری ہو جاتی ہے۔

اگر بھارت کا جو نسبتاً ایک آزاد ملک ہے یہ حال ہے تو پاکستان جو ہے ہی امریکہ کا پر انحصار کرنے والا، اس کا کیا حال ہوگا۔

(India's Agrarian Martryrs سے ماخوذ)

پابندیاں رنگ دکھانے لگیں

امریکا نے کچھ عرصہ قبل ایران پر معاشی پابندیاں لگائی تھیں تاکہ اس کی حکومت پر دباؤ ڈال کر ایٹمی منصوبہ بند کرایا جاسکے۔ گو ایرانی حکومت کا دعویٰ ہے کہ ان پابندیوں سے اس کا کچھ نہیں بگڑے گا، تاہم شعبہ بینکاری کی حد تک ایران کی معیشت خاصی متاثر ہو سکتی ہے۔ دراصل اب نہ صرف امریکی بینک کسی ایرانی بینک سے کاروبار نہیں کر سکتے بلکہ بُش حکومت کے دباؤ پر تمام بڑے یورپی بینکوں نے بھی ایرانی بینکوں سے تعلقات منقطع کر لیے ہیں۔

اس وقت ڈالر ایران میں نہیں بھجوائے جاسکتے اور یورو کا کاروبار تین یورپی بینک کر رہے ہیں۔ ایک ایرانی ماہر معاشیات کا کہنا ہے کہ یہ بینک بھی ایران میں اپنا کاروبار بند کر سکتے ہیں۔ امریکیوں نے کامیابی سے ایرانی بینکوں کا رابطہ ڈالر کی بنیاد والے عالمی مالیاتی نظام سے توڑ دیا ہے اور اب وہ محض مقامی ادارے ہو کر رہ گئے ہیں۔

اس صورت حال سے ایرانی تاجر خاصا متاثر ہوا ہے کیونکہ غیر ملکی بینک رقم ٹرانسفر کرنے کا سادہ عمل بھی انجام دینے سے انکار کرنے لگے ہیں۔ ایک ایرانی تاجر تو راج بتاتا ہے: "ہم اپنے خصوصی گودام تعمیر کرنے کی خاطر آسٹریلیا سے مخصوص میٹریل منگوانا چاہتے ہیں لیکن آسٹریلوی بینک لیٹرز آف کریڈٹ قبول نہیں کر رہے۔" زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ ایران کے حامی، چین اور جنوبی کوریا کے بڑے بینک بھی ایرانیوں سے کاروبار کرتے ہوئے کترانے لگے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ امریکا کے ساتھ ان کے زیادہ اہم مفادات وابستہ ہیں۔ ظاہر ہے اگر وہ امریکی حکومت کے احکامات پر نہ چلے، تو خود ان کا کاروبار خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ متحدہ عرب امارات ایران کا نمبر ایک تجارتی ساتھی ہے، مگر اس کے بینک بھی امریکی دباؤ پر ایرانی بینکوں سے ناتہ توڑ سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ ایران تیل برآمد کرنے والا دنیا کا چوتھا بڑا ملک ہے۔ اوپیک میں اس کا دوسرا نمبر ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ زیادہ عرصہ عالمی معیشت سے کٹ کر نہیں رہ سکتا۔ اس سال اُسے تیل کی فروخت سے 70 ارب ڈالر کی آمدنی متوقع ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے امریکی ایران اور باقی دنیا کے درمیان مالیاتی روابط کاٹ کر کس حد تک کامیابی حاصل کرتے ہیں اور ایران کس طور سے صورتحال سے نمٹتا ہے۔

مسلمانوں کی آمد روکو

آسٹریلیا کی نسل پرست رہنما پاؤلین ہینن نے اپنی حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ اپنے ملک میں مہاجرین خصوصاً مسلمانوں کی آمد پر پابندی لگائے۔ پاؤلین کا دعویٰ ہے کہ وہ مذہبی بنیاد پر مسلمانوں کی مخالف نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ ثقافتی اور تہذیبی لحاظ سے آسٹریلوؤں سے بہت مختلف ہوتے ہیں ـــ اس کا مطلب واضح ہے کہ مسلمان اپنی تہذیب سے دستکش ہو جائیں۔

لاس اینجلس پولیس کا تعصب

لاس اینجلس پولیس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ وہاں آباد مسلمانوں کی شناخت کا تفصیلی ریکارڈ اپنے پاس رکھے گی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اس طرح وہ ریاست میں آباد مختلف نسلی گروہوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ مسلم تنظیمیں اس سے اتفاق نہیں کرتیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مخصوص افراد سے تفتیش کرنے، نگرانی کرنے اور ان کے بارے میں اعداد و شمار جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولیس کے عزائم نیک نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پولیس نے مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے یہ منصوبہ بنایا ہے۔

واضح رہے کہ لاس اینجلس شہر اور اردگرد کاؤنٹیوں میں تقریباً پانچ لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ پولیس کا کہنا ہے کہ وہ اس منصوبے کے ذریعے یہ بھی معلوم کرنا چاہتی ہے کہ مسلمان کہاں کہاں آباد ہیں اور کون سے ایسے علاقے ہیں جہاں کے مسلمان مذہبی طور پر کٹر ہو سکتے ہیں۔

ڈنمارک کا مسلمان سیاست دان

ڈنمارک میں اس ہفتے انتخابات ہو رہے ہیں اور ماہرین کے مطابق ایک شامی نژاد مسلمان کی سیاسی جماعت نئی حکومت بنانے کے سلسلے میں "بادشاہ گر" کا کردار ادا کر سکتی ہے۔ ناصر خضر کی جماعت نیو الائنس پارٹی گو صرف چھ ماہ پرانی ہے تاہم اس نے ڈینش سیاست میں خاصی ہلچل مچا دی ہے۔ گو انتخابات میں اصل مقابلہ حکمران اتحاد اور دائیں بازو کی جماعتوں والی حزب اختلاف کے درمیان ہے مگر حکومت بناتے ہوئے دونوں کو نیو الائنس کی ضرورت پڑے گی۔

44 سالہ خضر 1974ء میں گیارہ سال کے تھے جب ان کے والد بہتر مستقبل کی تلاش میں شام سے ڈنمارک چلے آئے۔ اب وہ کہتے ہیں "ڈنمارک ہی میرا ملک اور میرے بچوں کا وطن ہے۔" موصوف کا مزید کہنا ہے: "میں جب بھی مشرق وسطیٰ جاؤں، تو ڈنمارک کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے۔ وہاں نہ آزادیٔ رائے ہے اور نہ جمہوریت۔"

خضر اور ان کی جماعت نے ڈینش ووٹروں سے وعدہ کیا ہے کہ مہاجرین کی کٹر مخالف جماعت پیپلز پارٹی کی منفی پالیسیوں کا بھرپور مقابلہ کیا جائے گا۔ نیز شہریت کے طلب گاروں سے بہتر سلوک پر زور ہو گا اور ڈنمارک میں انکم ٹیکس کی شرح متوازن کی جائے گی، جو دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے۔ یاد رہے کہ پیپلز پارٹی کی مدد سے وزیراعظم، آندریس رسموسن نے اپنی حکومت بنا رکھی ہے۔ اسی لیے حکومت نے پیپلز پارٹی کے دباؤ پر 2002ء میں ہجرت کے قوانین بہت سخت کر دیے تھے۔

حکمران اتحاد کو حزب اختلاف پر تین چار فیصد ووٹوں کی برتری حاصل ہے مگر یہی امر ناصر خضر کو بادشاہ گر بنا ڈالتا ہے۔ تجزیوں کی رو سے اس کی جماعت 4 تا 5 فیصد ووٹ لے کر پارلیمنٹ میں پہنچ جائے گی۔ اب اگر اس نے حزب اختلاف کی حمایت کی، تو 5 فیصد برتری پا کر وہ حکومت بنانے کے قابل ہو جائے گی۔ غرض یہ ایک انوکھا واقعہ ہو گا کہ خاصے کٹر عیسائی ملک میں ایک مسلمان بادشاہ گر کا کردار ادا کرے گا۔

الاخوان المسلمون کے کارکن گرفتار

مصری پولیس نے قاہرہ کے شمال میں واقع ایک صوبے، منصورہ سے الاخوان المسلمون کے 11 کارکن گرفتار کر لیے ہیں۔ ان پر الزام ہے کہ وہ ایک خفیہ اجلاس میں شریک تھے۔ یاد رہے، مصر میں اخوان پر 1954ء سے پابندی عائد ہے اور وہ اپنے اجلاس اور جلسے منعقد نہیں کر سکتی۔ تاہم اس نے پچھلے انتخابات میں نئے نام سے شرکت کی تھی۔ وہ 454 نشستی پارلیمان میں 88 نشستیں رکھتی ہے۔

اس سال مصری حکومت نے اخوانیوں کے ساتھ بڑا درشت رویہ رکھا ہے۔ خصوصاً اس نے ان 40 تاجروں اور بااثر افراد کو ملٹری ٹریبونل بھجوا دیا ہے جو جماعت کو رقومات دیتے تھے۔ ان پر الزام ہے کہ وہ "دہشت گردی" کو فروغ دے رہے ہیں۔

امریکہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کا "محافظ"

امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے مطابق امریکہ نے پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے "غلط" ہاتھوں میں جانے کے خطرات کی صورت میں ایٹمی ہتھیاروں کے "تحفظ" کا منصوبہ بنا لیا ہے۔ امریکی حکام کو خدشہ ہے کہ انہیں ایٹمی اثاثہ جات کے مقامات سے متعلق محدود پیمانے پر معلومات کی وجہ سے مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ پاکستان میں اگر یہ صورت حال جاری رہی تو پاکستان کا ایٹمی پروگرام "غلط" ہاتھوں میں جا سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے امریکی انٹیلی جنس حکام نے پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے "تحفظ" کا منصوبہ بنایا ہے۔ تاہم اس منصوبے کی تفصیلات نہیں بتائی گئی ہیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف ہمارے ایٹمی پروگرام کے خلاف گھناؤنے منصوبے بن رہے ہیں اور دوسری طرف ہمارے حکمران اپنے اقتدار کے لئے پورے ملک کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔

Vol: 16 Regd. No. LRL -50 No. 41

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan

Don't let Musharraf live with what he has just done

The situation in Pakistan has been tense for months for a number of reasons: the illegal steps by General Musharraf to grant amnesty to Benazir Bhutto to return to Pakistan despite charges of corruption, the decreasing popularity of the military regime, fall of Pakistan's mercenary forces in the eyes of general public, bloody adventures in Waziristan and lately in Swat in a bid to curry favours with Washington and the battle with Pakistan's judiciary are just some of the headaches that the South Asian country were facing.

On Saturday, those complications came to a head as dictator Musharraf announced that he'd be imposing martial law. Pakistani television and Reuters are reporting that the constitution has been suspended. Members of the Supreme Court, including Chief Justice Iftikhar Chaudhry, rejected the move. Mr. Chaudhry has had a long history of opposing Mr. Musharraf.

The military regime has now removed Mr. Chaudhry and appointed Mr. Dogar as the Chief Justice of Pakistan. In the PCO, the military regime has specifically accused the Supreme Court of becoming a hurdle in the way of the war on terror. These allegations is the only way, it can sell martial law to the outside world. Dr. Shahid Iqbal reported on Geo TV that officials of the military government were already visiting and meeting officials of the Western embassies, telling them that the Supreme Court is undermining the regime's efforts in the "war on terror." It is important to note that just last week the Supreme Court told the military regime to release all the illegally detained persons, by the 13th of November 2007.

This shows that the US-led war of terror needs the Supreme Court to submit to the will of a dictatorial regime and let the intelligence agencies detain and torture their fellow citizen's indefinitely without charging them.

The Musharraf's declaration of emergency also coincides with the US military exercises in the Gulf and Condoleezza Rice visit to China. May be the US could not afford a civilian government setting in Pakistan when it goes to war on Iran.

So, the imposition of emergency in Pakistan is directed at the Supreme Court in particular and serving the US interests in the region in general.

In his speech to the nation, Musharraf tried to lump judiciary with "extremism" in the country, as if the Supreme Court was responsible for all that was happening in the country. He alleged that the Supreme Court released 61 terrorists. It is interesting to note, that he is lumping these two, totally separate issues together. As far the Supreme Court's decisions are concerned, the court asked the government if it had any case against people who were detained for the past many years. The regime responded that it has no charges. So the Court had no option for to order them released. Other than that, the court had yet to decide about the fate of the General but an insider informed him that the decision is going to be against his "re-election," which forced the General into taking this rash decision of teaching the judges a lesson in submission.

In short the dictators told a new round of lies to the nation and expect everyone to accept arrest of the judges, top lawyers, political leaders, dismissal of the superior judges, removal of the Supreme Court Registrar, taking TV channels off air, ransacking Aaaj TV station and confiscating broadcasting equipment - all in the name of democracy through General Pervez Musharraf.

All criticism of Musharraf's declaring an emergency in the Western circles will be utterly meaningless if Musharraf is left to live with the changes he has made under the cover of emergency declared on Nov 3, 2007.

His removal of the judges of the Supreme Court in particular need not be ignored at any cost. This is what he wanted to avoid a legal decision on his illegitimate and unconstitutional act of "electing" himself to the position of president.

Musharraf might get away with it by holding elections and allowing new assemblies to take oath, removing his uniform and lifting the emergency. However, in the process the Supreme Court judges would be gone, who were going to decide if his actions were constitutional thus far and if he was eligible to rule for another five years. The criminal acts undertaken under the cover of emergency rule must not be considered legitimate.

The Court had already declared the imposition of recent emergency void. It had decided to further discuss it on Monday November the 5th. One dictator must not be allowed to single headedly go against the superior court of the country and toss around the judges and registrar like toys. Pakistan is not his personal property that he should play around with its institutions like this. This abuse of power must not be accepted.